﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۷ر ستمبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۳۶

۱۹ر جمادی الثانی ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۷ر تبوک ۱۳۸۰ ہجری شمسی

بہترین بنی آدم

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تمام بنی آدم گناہگار ہیں اور بہترین گناہگار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں"۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب التوبہ)

منہائم جرمنی میں جماعت احمدیہ کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب وبابرکت انعقاد

۶۰ سے زائد ممالک کے ۸۶۰۰ افراد کی شمولیت۔ ملٹی نیشنل جلسہ گاہ میں جرمن، ترک، البانین اور رومازبانوں کے الگ الگ پروگرام۔

عالمی بیعت میں ۳۰۰ سے زائد اقوام کے ۸ کروڑ ۱۰ لاکھ ۶ ہزار ۷۲۱ افراد کی شمولیت۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے روح پرور ایمان افروز خطابات۔

جرمن بولنے والوں کے ساتھ مجلس سوال وجواب۔ ہزاروں افراد نے اپنے پیارے آقا کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل کیا۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ جلسہ کی کارروائی براہ راست تمام دنیا میں نشر کی گئی

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کے ۲۶ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد ۲۴ر تا ۲۶ر اگست مئی مارکیٹ منہائم میں ہوا جس میں ۶۰ سے زائد ممالک کے ۸۶۰۰ افراد نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت جرمنی کی درخواست پر اسے انٹرنیشنل جلسہ کی حیثیت عطا فرمائی۔ یاد رہے کہ اس دفعہ برطانیہ میں Foot & Mouth کی وبائی بیماری کی وجہ سے انگلستان میں جلسہ کا انعقاد نہیں ہو سکا۔

جلسہ سالانہ کا افتتاح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے ہوا۔ اسی طرح آپ نے دوسرے اور تیسرے روز اپنے روح پرور خطابات سے نوازا۔ اس جلسہ کے لئے عزت مآب یوہانس راؤ صدر مملکت جمہوریہ جرمنی کی طرف سے خصوصی پیغام بھی موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی نیک خواہشات اور مبارکباد کا پیغام پہنچایا۔ اسی طرح شہر منہائم (جہاں جلسہ کا انعقاد ہوا) کی انتظامیہ کے ۲۲ افراد کے وفد نے بھی شرکت کی۔ شہر کے میئر کی نمائندہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ گھانا کے وزیر داخلہ نے (جو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں) گھانا کے صدر مملکت کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس جلسہ میں بینن سے کنگ آف آلاڈا اور کنگ آف پورا کو اور ٹوگو کے بادشاہ کے علاوہ گھانا کے وزیر داخلہ اور کرغستان کے وزیر مذہبی امور جیسی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

اسی طرح ۶۰ سے زائد ممالک سے ۶۶ مرکزی نمائندگان نے جلسہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ جرمنی کے علاوہ دوسرے ممالک سے آنے والے احباب کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مہمانان کی سہولت کے لئے ٹرانسپورٹ کے ہر طرح کے ذرائع سے استفادہ کیا گیا۔ فرانکفورٹ اور حان ائرپورٹس پر مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت احمدیہ کے الگ استقبالیہ کاؤنٹرز قائم کئے گئے تھے۔ جلسہ میں ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے متعدد نمائندگان نے شرکت کی اور خدا کے فضل سے ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں کثرت سے جلسہ کے بارہ میں خبریں دی گئیں۔ اسی طرح جلسہ کی کارروائی ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست دکھائی گئی۔

مالک ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہو جاتے ہیں اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف اللہ تعالیٰ پر ہی آتا ہے۔

مالک کے لئے ضروری نہیں کہ ہر بدی کی سزا دے۔

دنیا کی بادشاہتیں عارضی ہیں۔ آخری اور دائمی بادشاہت اللہ ہی کی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ آپ کو مشرق و مغرب پر ایک فوقیت عطا کی جائے گی ۔یہ پیشگوئی اس دور میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷ر اگست ۲۰۰۱ء)

(لندن ۱۷ر اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے بیان میں مختلف قرآنی سورتوں سے مختلف آیات کے حوالہ سے اس مضمون پر مزید وضاحت فرمائی۔ سب سے پہلے سورۃ آل عمران کی آیت

باقی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں

خدا کی بادشاہی ایسی ہے کہ وہ ایک دم میں تمام مخلوق کو فنا کر کے اَور مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔

سوسال پہلے کی تاریخ حیرت انگیز رنگ میں اس دور میں دھرائی جا رہی ہے

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کو اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴ر اگست ۲۰۰۱ء)

(منہائم، جرمنی۔ ۲۴ر اگست): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج منہائم جرمنی میں انٹرنیشنل جلسہ سالانہ کے موقع پر خطبہ جمعہ سے اس جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر دنیا بھر سے کثیر تعداد میں احباب جماعت تشریف لائے ہوئے تھے۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت سے تعلق رکھنے والے مختلف پہلوؤں پر قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات وارشادات کے حوالہ سے روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ وہ آپؐ کے رعب سے کانپ رہا تھا۔ حضور اکرمؐ نے اسے فرمایا کہ ڈرو مت۔ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی ۔حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ

باقی اگلے صفحہ پرملاحظہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں چار ہزار سے زائد زیر تبلیغ اور نو احمدی احباب نے شرکت کی جن کا تعلق مندرجہ ذیل ۲۲،اقوام سے تھا۔ جرمنی، بنگلہ، بوسنیا، البانیہ، کوسووا، عرب، روما، برما، روسی، آزربائیجان، چیچنیا، افغانی، ایرانی، سپین، بلغاریہ، سلووینیا، پاکستانی، ہالینڈ، ترکی، قازقستان، افریقن۔ اسی طرح اتوار کے روز جرمن زبان جاننے والے افراد کے ساتھ تبلیغی نشست کا انعقاد ہوا۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ جلسہ کی ساری کارروائی کا ۱۳ زبانوں میں براہ راست ترجمہ کیا جاتا رہا جس سے خصوصاً نو مبایعین اور زیر تبلیغ افراد نے خوب استفادہ کیا۔

علاوہ ازیں جرمن، ترکی، عربی، البانین اور روماز بانوں میں الگ پروگرام ہوئے جن کا انعقاد جلسہ گاہ نو مبایعین میں ہوا۔ خدا کے فضل سے جلسہ گاہ ملٹی نیشنل میں محبت و اخوت کے بہت ہی روح پرور مناظر دیکھنے کو ملے۔ خصوصاً ہر قوم کے نو مبایعین کی خلافت سے محبت اور حضور انور ایدہ اللہ سے پیار کا ذکر تو ہر طرف ظاہر و باہر تھا۔

جلسے میں وزیر اعظم تنزانیہ اور وزیر اعظم گی آنا کے پیغامات بھی پڑھ کر سنائے گئے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی تیاری اور دوسرے انتظامات کے لئے سینکڑوں افراد نے وقف عارضی کرنے کی توفیق پائی۔

اس جلسے کی برکت سے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں افراد کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے جلسے کے فیض کو بڑھاتا چلا جائے اور آئندہ اس سے بھی بڑے اور بہتر جلسے کرنے کی توفیق ملے۔

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۷/اگست ۲۰۰۱ء

۱۹۰ کی تشریح میں حضور نے آنحضرتؐ کی ایک دعا پڑھ کر سنائی جس میں یہ ذکر ہے کہ اے اللہ تو ہر ایک چیز کا مالک ہے، مَیں آگ کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ بہت ہی دردناک دعا ہے۔ اگر آنحضرتؐ کو نجات کے لئے اس قدر گریہ وزاری کرنا پڑتی تھی تو ہم سب کا کیا حال ہونا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ آپ کو مشرق و مغرب پر ایک فوقیت عطا کی جائے گی۔ یہ پیشگوئی اس دور میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے کہ مشرقی دنیا میں بھی حضرت مسیح موعودؑ کے غلبہ کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں اور مغرب میں بھی۔ مشرق و مغرب میں آنحضرتؐ کی ہی بادشاہی ہو گی جو اپنے غلام، غلام احمد کے ذریعہ دنیا پر حکومت کرے گا۔

مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی مالکیت کے مضمون کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی مخلوقات ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اور پرندے بھی جو پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ پرندوں کو بھی خدا نے اپنی حمد اور ثنا کے طریقے سکھائے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مالک ایک ایسا لفظ ہے جس کے مقابل پر تمام حقوق مسلوب ہو جاتے ہیں اور کامل طور پر اطلاق اس لفظ کا صرف اللہ تعالیٰ پر ہی آتا ہے۔ سورۃ التوبہ میں ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔......... حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کئی عورتیں لکھتی ہیں کہ ہمارے ہاں بچہ نہیں ہو رہا۔ بہت دفعہ گریہ وزاری کے نتیجہ میں بچہ پیدا ہو بھی جاتا ہے مگر جن کے ہاں نہ ہونا ہو کبھی نہیں ہوتا۔ جتنے مرضی ٹیسٹ ٹیوب کے تجربے کروالیں۔ انسان قادر نہیں ہے۔ کوشش اور تدبیر بھی کریں مگر آخر سر تقدیر کے سامنے جھکانا ہے۔

حضور نے بتایا کہ ہر ایک بدی کی سزا دینا خدا کے اخلاق عفو اور درگزر کے خلاف ہے کیونکہ وہ مالک ہے۔ مالک کے لئے ضروری نہیں کہ ہر بدی کی سزا دے۔ حضور نے قرآنی آیات کے حوالہ سے بتایا کہ اس دنیا کی بادشاہتیں عارضی ہیں۔ آخری اور دائمی بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ خطبہ کے آخر پر حضور نے بتایا کہ جرمنی کے جلسہ کا یہ سفر بہت غیر معمولی بوجھ بھی لے کر آرہا ہے اور غیر معمولی خوشخبریاں بھی۔ حضور نے احباب کو خاص طور پر دعا کی تحریک کی کہ اللہ تعالیٰ سارے کام سہولت سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

✡✡✡......✡✡✡......✡✡✡

بقیہ:خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۴/اگست ۲۰۰۱ء

آنحضرت ﷺ کی انکساری کی شان ہے۔ حقیقت میں آپ صرف اللہ ہی کو بادشاہ تسلیم کرتے تھے۔

حضور نے متفرق آیات قرآنیہ سے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ آنحضرتؐ کامل قدس کے مالک تھے اور آپؐ ہی اس قابل تھے کہ محمدؐ نام سے موسوم ہوتے۔ آپؐ نے سب دنیا کو مخاطب کیا۔ مشرقی حکومتوں کو بھی خط لکھے اور روم کے بادشاہ کو بھی جو مغرب کا حاکم تھا اس کو بھی تبلیغی خط لکھے۔ آپؐ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بادشاہوں کو خط لکھے ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا کی بادشاہی ایسی ہے کہ وہ ایک دم میں تمام مخلوق کو فنا کر کے اور مخلوق پیدا کر سکتا ہے۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کا خصوصیت سے ذکر فرمایا اور فرمایا کہ سو سال پہلے کے الہامات اور تاریخ حیرت انگیز رنگ میں اس دور میں دہرائی جا رہی ہے۔ ۴/جولائی ۱۸۹۸ء کا الہام ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" اور سو سال بعد ۱۹۹۸ء میں بیس بادشاہ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔

خطبہ کے آخر پر حضور نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کو اہم نصائح فرمائیں کہ وقت کو ضائع نہ کریں۔ جہاں تک ہو ذکر اللہ کریں۔ تقاریر محنت سے تیار کی جاتی ہیں انہیں توجہ سے سنیں۔ سلام کو رواج دیں۔ کھانا ضائع نہ کریں۔ حفاظت کے نقطہ نظر سے ہر آدمی اپنے گرد و پیش پر نظر رکھے۔ سب مہمانوں سے محبت اور پیار سے ملیں۔ اگر نیند آرہی ہو تو کار، گاڑی وغیرہ ڈرائیو نہ کریں۔ جو لوگ ویزہ پر یہاں آئے ہیں وہ جلسہ کے بعد قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے واپس اپنے ملکوں کو جائیں اور جماعت کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔

✡✡✡......✡✡✡......✡✡✡

بارگاہ خاتم النبیینؐ میں

زمزمہ تیرے تقدس کا سنایا ہم نے
اِک گراں خواب سے دنیا کو جگایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینے سے لگایا ہم نے
دیدہ و دل میں عجب نُور بسایا ہم نے
پرچمِ دین کی عظمت کو بڑھایا ہم نے
کفر و الحاد کے ایواں کو ہلایا ہم نے
گردشِ وقت کی آنکھوں سے ملا کر آنکھیں
بزمِ تثلیث میں کہرام مچایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال کے طعنے سن کر
صبر و ایمان کا عالم بھی دکھایا ہم نے
حق کا اظہار کیا حق کی حمایت کی ہے
"کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے"
ہم نے للکارا ہے یوروپ کے کلیساؤں کو
دامنِ شرک کے پُرزوں کو اُڑایا ہم نے
ریگزاروں میں تیرے دیں کے مبشّر ہم ہیں
مرغزاروں میں تیرا نغمہ سنایا ہم نے
کس نے تاریکیٔ حالات کا توڑا پندار
کس نے راہوں کو اُجالوں سے سجایا۔ ہم نے
کس نے بجھتی ہوئیں شمعوں کو ضیائیں دی ہیں؟
کس نے ذہنوں کے چراغوں کو جلایا۔ ہم نے
دل پہ انسان کے دنیا میں جہاں تک پہنچے
نقشِ اخلاقِ مقدس کا بٹھایا ہم نے
یہ ترا ہی توکرم ہے اے رسولِ عربیؐ
فیض بے پایاں جوہر راہ میں پایا ہم نے
"ہم ہوئے خیرِ اُمَم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسُلؐ
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے"

(ثاقب زیروی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم فارسی کلام

دُرِّثمین فارسی کے محاسن

بلحاظ فصاحت وبلاغت

(تحریر: میاں عبدالحق رامه (مرحوم) منشی فاضل ،بی- اے)

قسط نمبر ۳

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل انٹرنیشنل
یکم جون اور ۸/جون ۲۰۰۱ء

حمد الٰہی

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام سے حسن مفہوم اور بلندپایہ مطالب کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن سے روزروشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ صرف اسلام ہی زندہ مذہب ہے جو انسان کو ربّ العالمین کی بارگاہ تک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے عقائد فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اس کی تعلیم تمام خوبیوں کی جامع اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے۔ اس کا نبیؐ بنی نوع انسان کا سب سے بڑا محسن ہے جس کی وساطت کے بغیر انسان نہ نیکی بدی کو کماحقہ شناخت کر سکتا ہے، نہ گناہ اور تاریکی سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور نہ کوچۂ عرفان الٰہی میں قدم رکھ سکتا ہے۔ اس کی کتاب دل ودماغ کو روشنی بخشتی ہے، نیکیوں کی طرف رغبت اور برائیوں سے نفرت دلاتی ہے۔ غرض حضرت اقدس کے نزدیک صرف اسلام ہی صحیح معنوں میں دین کہلانے کا مستحق ہے۔ یہ سب امور اور دوسرے تمام ضروری مضامین اس درثمین میں بڑی خوبصورتی اور وضاحت سے بیان کئے گئے ہیں۔

سب سے پہلی نظم حمد الٰہی پر مشتمل ہے۔ اگرچہ انشاپردازی اور شعروشاعری میں حضرت اقدس کسی کے مقلد نہیں تھے بلکہ آپ نے خود ایک عظیم الشان انشاپردازی کی داغ بیل ڈالی۔ پھر بھی قبل ازیں اس کام کے لئے جو طریق اور دستور موزون اور مناسب قرار پاچکے تھے ان سے آپ نے عموماً انحراف نہیں کیا۔ مثلاً اکثر بزرگ مصنفین اپنی کتاب حمد الٰہی سے شروع کرتے ہیں پھر نعت رسول کریمؐ لاتے ہیں اور اس کے بعد دوسرے مضامین۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ نے بھی اپنی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ حمد الٰہی سے شروع کی اور اس کے بعد نعت نبیؐ لکھی۔ یہی حمد درثمین فارسی کی پہلی نظم ہے۔ یہ حمد مثنوی کی شکل میں ہے اور حمد کے لئے مثنوی کی مخصوص بحروں میں سے ایک بحر یعنی خفیف مسدس مجنون مقصور یا محذوف (فَاعِلَاتُن مفَاعِلُن فعلن یافَعْلان) میں ہے۔ آپ ذات باری تعالیٰ کی حمد میں یوں نغمہ سرا ہوتے ہیں:۔

ہر دم از کاخ عالم آوازیست
کہ یکش بانی و بنا سازیست
نے کس او را شریک و انبازیست
نے بکارش دخیل و ہمرازیست
ایں جہاں را عمارت اندازیست
و از جہاں برتر است وممتازیست
وَحدہٗ لاشَرِیك حَیّ و قَدِیر
لَمْ یَزَل لَایَزَال فرد و بصیر
کارساز جہان و پاک و قدیم
خالق و رازق و کریم و رحیم
رہنما و معلم رہِ دیں
ہادی و مُلہم علومِ یقیں
مُتَصف باہمہ صفاتِ کمال
بر تر از احتیاج آل و عیال
بر یکے حال ہست در ہمہ حال
رہ نیابد بدو فنا و زوال
نیست از حُکم او بروں چیزے
نہ زچیزیست او نہ چوں چیزے
نتواں گفتن لامس اشیاست
نے تواں گفتن اینکہ دور از ماست

(درثمین صفحہ نمبر ۹۔۱۰)

ترجمہ: 'نظام عالم ہر وقت یہ گواہی دے رہا ہے کہ اس جہان کا بانی اور بنانے والا کوئی ضرور ہے۔ نہ کوئی اس کا شریک ہے نہ ساجھی، نہ اس کے کام میں کوئی دخل دے سکتا ہے اور نہ اس کا کوئی ہمراز ہے۔ وہی اس جہان کا معمار ہے اور خود اس جہان سے بالاتر اور ممتاز ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ زندہ ہے اور قدرت والا ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ تنہا ہے اور بینا ہے۔ وہ دنیا جہان کے کام بنانے والا ہے۔ پاک، قدیم، خالق، رازق کریم، رحیم ہے۔ وہ دین کے رستہ کا رہنما اور استاد ہے۔ اور یقینی علوم کی طرف رہنمائی کرنے والا اور ان کا الہام کرنے والا ہے۔ وہ تمام صفات کاملہ متصف ہے۔ اہل وعیال کا حاجتمند نہیں۔ وہ ہر زمانہ میں ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے۔ فنا اور زوال کا اس کے حضور گزر نہیں۔ اس کے حکم سے کوئی شے باہر نہیں۔ نہ وہ کسی چیز سے پیدا ہوا ہے اور نہ وہ کسی چیز سے مشابہت رکھتا ہے۔ نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ چیزوں کے اتنا نزدیک ہے گویا وہ انہیں چھو رہا ہے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ہم سے دور ہے'۔

دیکھئے ذات باری تعالیٰ کی صفات کا ایک چشمہ ہے جو آپ کے پاکیزہ دل سے بے اختیار ابل رہا ہے۔ نظم کی سلاست اور روانی دیکھئے۔ الفاظ کی مناسبت اور بندش دیکھئے، حُسنِ مطلع ملاحظہ فرمائیے۔ آپ اس حمد کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں کہ یہ عالم کون ومکان زبان حال سے پکار رہا ہے ﴿وَاِنْ مِّنْ شَیْ ءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ﴾ (بنی اسرائیل:۴۵) یعنی دنیا کی ہر چیز اس کی توصیف و تسبیح میں لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ پہلا شعر صنعت براعۃ الاستہلال کی بھی ایک عمدہ مثال ہے۔ اس صنعت سے یہ مراد ہے کہ کلام کے شروع میں ایسے الفاظ آئیں جو بیان آئندہ کی طرف اشارہ کریں یعنی ان سے اس کلام کے مضمون کا اظہار ہو جائے۔

☆......☆......☆......☆

اب دوسرے ماہرینِ فن کی بیان کردہ حمد الٰہی کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تا ان سے مقابلہ کر کے حضرت اقدس کے کلام کی برتری کا اندازہ لگایا جاسکے۔

حکیم سنائی

حکیم سنائی پہلا بزرگ شاعر ہے جس نے افکار تصوف، اصطلاحات عرفان اور گفتار مشائخ کو ذوقیات شعری کے قالب میں ڈھالا۔ آپ کو صرف شعراء میں ہی ایک بلند مرتبہ حاصل نہیں بلکہ صوفیائے کرام اور صاحبان ذوق وحال میں بھی آپ ایک بلند مقام پر فائز ہیں۔ آپ کی تعریف میں آپ کے بعد آنے والے تمام اساتذہ رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں:

ما عاشقان بخانۂ خمار آمدیم
رندان لاابالی و عیار آمدیم
عطار روح بود و سنائی دو چشم او
ما از پئے سنائی و عطار آمدیم

یعنی ہم پیر مغاں کے ہاں (مہمان بن کر) آئے ہیں۔ ہم لاپرواہ اور چالاک رند ہیں۔ عطار کی مثال ایک روح کی ہے اور سنائی اس کی دو آنکھیں ہیں۔ ہم سنائی اور عطار کے پیچھے آنے والے یعنی چلنے والے ہیں۔

حکیم سنائی کی سب سے زیادہ مشہور کتاب حدیقۃ الحقیقۃ ہے جو اس بحر میں ہے جس میں حضرت اقدس کی بیان فرمودہ مذکورہ بالا حمد الٰہی ہے۔ حکیم سنائی مالک حقیقی کی حمد میں یوں نغمہ سرا ہیں:

اے درون پرور بروں آرای
وے خرد بخش بے خرد بخشای
خالق و رازقِ زمین و زمان
حافظ و ناصر مکین ومکان
ہمہ از صنع تو مکان و مکین
ھمہ در امر تو زمان و زمین
آتش و آب و باد و خاک سکوں
ہمہ در امر قدرتت بے چوں
عرش تا فرش جزو مبدع تست
عقل با روح پیک سرَع تست
در دہاں ہر زباں کہ گردانست
از ثنائے تو اندرو جانست
نامہائی بزرگ محترمت
رہبر جود و نعمت و کرمت
ہریک افزون زعرش و فرش و ملک
کاں ہزار و یکست و صدکم یک
ہر یکے زان بحاجتے منسوب
لیک نامحرماں ازاں محجوب
یارب از فضل ورحمت ایں دل و جاں
محرم دید نام خود گردان

(حدیقۃ الحقیقۃ صفحہ ۲۰)

ترجمہ: 'اے جان کی پرورش کرنے والے اور جسم کو زیب و زینت بخشنے والے۔ اے بے عقلوں کو عقل بخشنے والے (ہمیں بھی) بخش۔ اے کائنات عالم کو پیدا کرنے والے اور انہیں رزق پہنچانے والے! اے مکینوں اور مکانوں کے حافظ و ناصر! سب مکان ومکین تیری ہی کاریگری کا کرشمہ ہیں۔ اور زمان وزمیں سب تیرے فرمانبردار ہیں۔ یہ آگ، پانی، ہوا اور یہ بے حرکت مٹی سب بے چون وچرا تیری ہی اطاعت کر رہے ہیں۔ عرش (آسمان) سے لے کر فرش (زمین) تک سب تیری ہی پیدائش کے افراد ہیں۔ اور عقل بھی اور روح بھی تیرے ہی تیزرو قاصد ہیں۔ ہر منہ میں جو زبان حرکت میں ہے اس میں تیری ہی ثنا کرنے کے باعث جان ہے۔ تیرے عظمت والے قابل احترام نام تیری بخششوں، نعمتوں اور مہربانیوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ ہر ایک عرش اور فرش اور فرشتوں سے بڑھ کر ہے۔ جو (نام) ایک ہزار ایک اور ایک کم سو ہیں۔ ہر ایک نام (انسان کی) کسی نہ کسی حاجت سے منسوب ہے۔ لیکن وہ (اسرار الٰہی کے) نامحرموں سے پوشیدہ ہیں۔ اے رب اپنے فضل ورحمت سے (میرے) اس دل وجان کو اپنے ہر نام کے دیدار کا محرم بنادے'۔

بے شک ایک حد تک یہ حمد مؤثر اور دلنشین ہے لیکن اس کے الفاظ میں وہ سلاست اور روانی نہیں اور معانی میں وہ جوش نہیں جو حضرت اقدس کی بیان فرمودہ حمد میں پائے جاتے ہیں۔ شعر نمبر ۴ میں سکوں کا لفظ حشو ہے کیونکہ اس کے بغیر مفہوم پورا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ کسی دوسرے عنصر کے ساتھ کوئی صفت نہیں لائی گئی۔ اسی طرح شعر نمبر ۸ میں لفظ ملک حشو ہے کیونکہ فرشتوں کا مفہوم لفظ عرش میں شامل ہے جس طرح اہل زمین کا مفہوم لفظ فرش میں شامل ہے۔ لہذا بہتر ہوتا کہ عرش و فرش میں سے کسی کے ساکنین کا ذکر نہ کیا جاتا۔ یا توازن کے لئے دونوں کے ساکنین کا ذکر ہوتا۔ اسی طرح آخری شعر میں یا صرف محرم دید چاہئے یا صرف محرم نام۔ محرم دید نام کہنے سے شعر کے مفہوم میں کوئی خوبی پیدا نہیں ہوئی بلکہ ابہام پیدا ہو گیا۔

اس کے مقابلہ میں حضرت اقدس کے کلام میں لفظی اور معنوی دونوں قسم کی خوبیاں موجود ہیں اور کہیں بھی کوئی سقم نہیں۔ معنی ستاروں کی طرح چمکتے ہیں جن سے ایک معمولی سوجھ بوجھ والا شخص بھی حظ اٹھا سکتا ہے اور ایک فاضلِ اَجَلّ بھی۔

نظام گنجوی

اب ایک اور جید استاذ مولانا نظامی گنجوی کی اس بحر میں حمد الٰہی کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ "سب سے پہلے انہوں نے پانچ مختلف بحروں میں پانچ مثنویاں لکھیں جن کی تقلید آج تک تمام بڑے بڑے شعراء کرتے آئے ہیں"۔ (شعرالعجم حصہ اول صفحہ ۲۰۶) بہت سے بلندپایہ شعراء نے نظامی کے کمال فن کے آگے سر تسلیم خم کیا ہے۔ چنانچہ

دیباچہ ’گنجینۂ گنجوی‘ میں لکھا ہے کہ ”خاتم الشعراء خواجہ حافظ شیرازی نیزدر اشعار نظامی تتبع بسیار و بمقام بلند و فکر ارجمند وی اعتقاد کامل داشتہ۔ چنانکہ در ستایش نظامی و خطاب بممدوح فرماید:

زنظم نظامی کہ چرخ کہن
ندارد چو او ہیچ زیبا سخن
بیارم بتضمین سہ بیت متین
کہ نزد خرد بہ ز دُرِّ ثمین“

(صفحہ صح۔صط)

یعنی ”خاتم الشعراء خواجہ حافظ شیرازی نے بھی نظامی کے اشعار کے اسلوب کو ایک بڑی حد تک اپنایا اور وہ اس کے بلند مقام اور قابل قدر فکر و تدبر کا بہت گرویدہ تھا۔ چنانچہ نظامی کی تعریف میں کہتا ہے کہ نظامی کی ایک نظم سے کہ اس جیسا خوبصورت کلام اس عالم میں اور کہیں نہیں پایا جاتا۔ میں تین شعر بطور تضمین اپنی اس نظم میں شامل کرتا ہوں کہ عقل کے نزدیک اس جیسے موتی (کہیں) نہیں“۔

مولانا موصوف حمد باری تعالیٰ کا حق یوں ادا فرماتے ہیں:

اے جہان دیدہ بود خویش از تو
ہیچ بودی نبودہ پیش از تو
در بدایت بدایت ہمہ چیز
در نہایت نہایت ہمہ چیز
اے برآرندۂ سپہر بلند
انجم افروز و انجمن پیوند
آفرینندۂ خزاین جود
مبدع و آفریدگار وجود
سازمند از تو گشتہ کار ہمہ
اے ہمہ و آفریدگار ہمہ
ہستی و نیست مثل و مانندت
عاقلاں جز چنین ندانندت
روشنی پیش اہل بینائی
نہ بصورت بصورت آرائی
بحیات ست زندہ موجودات
زندہ بلک از وجود تست حیات
اے جہاں را ز ہیچ سازندہ
ہم نوا بخش و ہم نوازندہ
نام تو کابتدائے ہر نام ست
اول آغاز و آخر انجام ست

(ہفت پیکر صفحہ ۲)

ترجمہ: ’اے وہ ذات جس سے اس جہان نے اپنا وجود پایا۔ کوئی وجود تجھ سے پہلے موجود نہیں تھا۔ (اے جو) ابتدا میں ہر چیز کی ابتدا اور انتہا میں ہر چیز کی انتہا (تو ہی ہے) اے اس بلند آسمان کو قائم کرنے والے ستاروں کو روشن کرنے والے اور (ان کی) محفل سجانے والے بخششوں کے خزانے پیدا کرنے والے اور وجود کے موجد اور خالق۔ سب کا کام تجھی سے بنا ہے۔ اے جو سب کچھ خود ہی ہے اور سب کا خالق ہے۔ صرف تو ہی موجود ہے۔ تیری مثل اور مانند کوئی نہیں۔ عقلمندوں کو اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ آنکھوں والوں کے آگے تیری ہستی آشکار ہے۔ ظاہری صورت کے لحاظ سے نہیں بلکہ صورت بنانے کے ذریعہ سے۔ سب موجودات کی زندگی حیات سے ہے اور خود حیات تیری ہستی سے زندہ ہے۔ اے وہ جو جہان کو عدم سے پیدا کرتا ہے تو نوا (ساز و سامان) بھی دیتا ہے اور (دوسرے طریقوں سے بھی) نوازتا ہے۔ تیرا نام جو ہر کام کی ابتدا ہے آغاز کا اول بھی وہی ہے، انجام کا آخر بھی وہی ہے‘۔

مولانا نظامی کی جتنی عظمت اور بڑائی شعرا کے تذکروں میں لکھی ہے الفاظ کے لحاظ سے وہ سب تسلیم لیکن ان کے بیان میں نہ وہ بے ساختگی ہے اور نہ وہ گہرائی ہے جو حضرت اقدس کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ کیونکہ جو کلام تائید ایزدی سے منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو اس کی شان ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

حضرت اقدس کے کلام میں تصنع کہیں نام کو بھی نہیں لیکن مولانا کے کلام میں صاف دکھائی دیتا ہے۔ مثلاً دیکھئے بدایت بدایت، نہایت نہایت، اول آغاز، آخر انجام وغیرہ۔ کلام کو خوبصورت بنانے کی کوشش میں معانی غائب ہو گئے۔ چنانچہ ان دس شعروں میں ذات باری تعالیٰ کی دو چار صفات سے زیادہ دکھائی نہیں دیتیں۔ مگر حضرت اقدس کے اتنے ہی اشعار میں بیسیوں صفات کا ذکر ہے۔ الفاظ کے گورکھ دھندوں نے بعض شعروں میں بہت ہی ناپسندیدہ ابہام پیدا کر دیا ہے۔ مثلاً آٹھویں شعر کا پہلا مصراع دیکھئے ’بحیات ست زندہ موجودات‘۔ بھلا حیات سے زندہ ہونا کیا بات بنی؟ کیا زندہ چیزوں کی صنعت کے علاوہ بھی زندگی کا کہیں کوئی وجود ہے؟ جس سے چیزیں زندہ ہوتی ہیں۔ اس طرح عرض کو جوہر قرار دینے سے کلام قابل فہم نہیں رہتا اور بقول مولانا محمد حسین آزاد ”باریکی سے تاریکی میں گر کر کبھی غور طلب اور کبھی بے لطف ہو جاتا ہے“۔

اسی طرح اس شعر کا دوسرا مصراع لیجئے۔ ’زندہ بلک از وجود تست حیات‘۔ کسی خاص حالت میں کسی چیز کو زندہ قرار دینے کا کچھ مفہوم تبھی پیدا ہو سکتا ہے جب اس چیز کے مردہ ہونے کا امکان ہو۔ لیکن زندگی تو کبھی موت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ یہ دو متضاد صفات ہیں۔ صرف زندہ چیزیں مردہ ہو سکتی ہیں۔ ایسا ذہنی انتشار الفاظ کو معنی پر ترجیح دینے کا نتیجہ ہے۔ اس مصراع میں لفظ بلک (جو بلکہ کا مخفف ہے) اس کا استعمال بھی بے موقع ہے۔ کیونکہ یہ حرف اضراب ہے جو کسی بات کو ترقی دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہاں ایسی کوئی صورت نہیں۔ اگر اس شعر کے کچھ معنی بن سکتے تو یہاں حرف عطف آنا چاہئے تھا۔ جیسے موجودات زندگی سے زندہ ہیں۔ اور زندگی تیرے وجود سے زندہ ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ زندگی سے زندہ ہونے یا زندگی کے زندہ ہونے کا کچھ بھی مفہوم متصور نہیں ہو سکتا۔ یہ بہت ہی دور از کار تخیل ہے۔

☆......☆......☆......☆

شیخ سعدیؒ

شیخ سعدی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

بنامِ جہاندار جان آفرین
حکیم سخن در زبان آفرین
خداوندِ بخشندۂ دستگیر
کریم خطا بخش پوزش پذیر
عزیزے کہ ہر کز درش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
سر پادشاہانِ گردن فراز
بہ درگاہ او بر زمین نیاز
نہ گردن کشان را بگیرد بفور
نہ عذر آوران را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردارِ زشت
چو باز آمدی ماجرا در نوشت
اگر با پدر جنگ جوید کسے
پدر بے گماں خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد زخویش
چو بیگانگانش براند ز پیش
وگر بندہ چابک نہ آید بکار
عزیزش ندارد خداوند گار
اگر بارفیقان نباشد شفیق
بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
وگر ترک خدمت کند لشکری
شود شاہ لشکر کش از وے بری
ولیکن خداوند بالا و پست
بعصیان در رزق بر کس نہ بست

(بوستان صفحہ ۱)

ترجمہ: ’جان بخشنے والے بادشاہ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) وہ ایسا دانا ہے جس نے زبان کو قوت گویائی بخشی۔ وہ بخشنے والا اور دستگیری کرنے والا مالک ہے۔ خطاؤں کا بخشنے والا اور عذر کو قبول کرنے والا مہربان ہے۔ وہ ایسا صاحب عزت ہے کہ جس کسی نے اس کے دروازہ سے منہ موڑا۔ وہ جس کسی کے دروازہ پر گیا اسے کچھ بھی عزت نہ ملی۔ گردن اکڑانے والے بادشاہوں کا سر اس کی بارگاہ میں حاجتمندی کی زمین پر جھکا ہوا ہوتا ہے۔ وہ سرکشی کرنے والوں کو فوراً نہیں پکڑتا اور نہ عذر کرنے والوں کو سختی سے اپنی بارگاہ سے نکالتا ہے۔ اگر وہ کسی کے برے کردار پر گرفت کرتا ہے تو جب وہ اس کام سے باز آ جائے تو معاملہ سمیٹ دیتا ہے۔ بے شک اگر کوئی شخص اپنے باپ سے آمادۂ جنگ ہو تو باپ یقیناً بہت غصہ کرتا ہے۔ اگر کوئی اپنا (یعنی رشتہ دار) کسی دوسرے رشتہ دار اُسے خوش نہ ہو تو وہ رشتہ دار اسے غیروں کی طرح اپنے پاس سے بھگا دے گا۔ اگر کوئی غلام چستی اور مستعدی سے اپنے مالک کی خدمت نہ کرے تو اس کا مالک اسے کبھی پسند نہیں کرے گا۔ اگر کوئی شخص اپنے دوستوں سے شفقت کا سلوک نہ کرے تو اس کے دوست اس سے کوسوں دور بھاگ جائیں گے۔ اس طرح اگر کوئی سپاہی اپنا حق خدمت ادا نہ کرے تو لشکر کو لڑائی کے لئے تیار کرنے کے وقت بادشاہ اس سے تعلق توڑ لے گا۔ لیکن بلندی و پستی کا مالک خداوند تعالیٰ گناہوں کی بنا پر رزق کا دروازہ کسی پر بند نہیں کرتا‘۔

یہ حمد دوسرے بزرگوں کی بیان کردہ حمد الٰہی سے نسبتاً بہتر ہے لیکن پھر بھی حضرت اقدسؑ کی بیان فرمودہ حمد کے مرتبہ تک نہیں پہنچتی۔ شعر کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی اختصار ہے۔ لیکن شیخ سعدیؒ نے ایک ہی تخیل کو بلاضرورت پانچ چھ اشعار میں دہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے بزرگوں کی نسبت آپ کی حمد کے زیادہ شعر نقل کرنے پڑے کیونکہ شرط و جزا کا جو سلسلہ شعر نمبر ۶ سے شروع ہوا تھا اس کی استثنا شعر نمبر ۱۲ پر جا کر آئی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت اقدس کے کلام میں بیجا طول کہیں نہیں۔ چنانچہ شیخ کے بارہ شعروں میں جو صفات لائی گئی ہیں ان سے بہت زیادہ صفات حضرت اقدس کے دس شعروں میں سموئی ہوئی ہیں۔

مولانا جامیؒ

اب ایک اور ماہر فن ”عارف معارف حقیقت، سالک مسالک طریقت، مولانا نور الحق والدین عبدالرحمٰن جامیؒ“ کی بیان کردہ حمد کا نمونہ بھی دیکھئے جن کے متعلق دولت شاہ سمرقندی اپنے تذکرۃ الشعراء میں لکھتے ہیں:

”درِ مصطبہ جامی تا گشادہ شد مجلس رندان نامی درہم شکست و عروس بکر فکر تا نامزد ایں مرد معنی شد مخدرات حجرات دعویٰ عقیم و سقیم شدند۔ تو میان شکر شکن ہندو اسواد دیوان ومنشا آتش خاموش ساخت و شیریں زبانان و فارسان میدان فارس شہد اشعارش نوشیدند دیگر انگشت بر نمکدان کلام ملیح گویان نزدند“۔

(دیباچہ دیوان کامل جامی صفحہ ۱۰۶)

یعنی جس وقت سے جامی کے میخانہ کا دروازہ کھولا گیا ہے بڑے بڑے نامی رندوں کی مجلس تتر بتر ہو گئی ہے اور جس وقت سے فکر و سخن کی دوشیزہ دلہن کی نسبت اس صاحب علم و فضل جوانمرد سے قرار پائی ہے دعاوی کے حجروں کی پردہ نشین بانجھ اور عیب دار بن گئی ہیں۔ اس کے دیوان اور دوسری تصانیف کی سیاہی نے ہندوستان کی شیریں زبان طوطیوں کو خاموش کر دیا ہے۔ اور فارسی نظم کے شہسواروں نے جس دن سے اس کے اشعار کا شہد چکھا ہے تب سے انہوں نے کسی ملیح گو (شاعر) کے نمکدان (دیوان) کو انگلی نہیں لگائی۔

(اس تعریفی بیان سے یہ اندازہ بھی لگائیے کہ اس زمانہ میں بات کو کیسے پیچیدہ اور مشکل طریق پر ادا کرنے کا رواج ہو گیا تھا۔ چنانچہ شعر میں بھی یہی طرز پسند کی جانے لگی تھی۔ خواہ مطلب کچھ بھی حاصل نہ ہو)۔

یہ صاحب فضل و کرم بزرگ فرماتے ہیں:

زاں پیش کز مداد دہم خامہ را مدد
خواہم مدد زفضل تو اے مفضل احد

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رحمانیت کا اکثر حصہ غائب میں ہے

جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرے اس کے لئے ایسے شیطان مقرر کر دئے جاتے ہیں جو اللہ کی رحمانیت سے دوسروں کو ناامید کرتے ہیں

اس زمانہ میں خدائے رحمان نے حضرت مسیح موعودؑ کو قرآن سکھایا ہے یعنی اس کے صحیح معنی آپ پر ظاہر فرمائے ہیں

دنیا بھرمیں خداتعالیٰ کی رحمانیت کی مظہر ہومیو پیتھی ڈسپنسریاں جماعت کی طرف سے قائم کر دی گئی ہیں جو بلامبادلہ کام کرتی ہیں۔
ہر ملک کے امیر کا فرض ہے کہ تمام احباب کومطلع کرے کہ ان کے قریب کہاں کہاں مفت ڈسپنسریاں قائم ہیں اورکس طرح کام کر رہی ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳/اگست ۲۰۰۱ء بمطابق ۳/ظہور ۱۳۸۰ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرّحمٰن الرحيم ۔
الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔
اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

آج کے خطبہ میں رحمان کے لفظ کے متعلق یہ آخری خطاب ہوگا۔اس کے بعد پھر دوسری صفات کی باتیں شروع کی جائیں گی۔اسی تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ الہامات جن میں رحمان کا ذکر ملتا ہے ان کا بھی تذکرہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلی آیات سورۃ الزخرف نمبر ۳۷ تا ۳۸ ہیں ﴿وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَلَهٗ قَرِيْنٌ . اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴾ اور جو رحمان کے ذکر سے اعراض کرے ہم اس کے لئے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ پس وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے اور یقیناً وہ انہیں راستہ سے گمراہ کر دیتے ہیں جبکہ وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

یہاں کون سا شیطان مقرر ہوتا ہے رحمٰن سے اعراض کرنے والوں کے لئے۔ایک تو برے ساتھی جو اللہ کی رحمانیت سے دوسروں کو ناامید کر دیتے ہیں اور وہ انسانی بھیس میں چھپے ہوئے شیطان ہوتے ہیں اور دوسرے نفس کا شیطان بھی مراد ہو سکتا ہے۔ تو بہر حال ﴿نُقَيِّضْ لَهٗ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیرونی شیطان ہے جو اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور رحمٰن خدا سے غافل کرنے کا مطلب ہے کہ رحمانیت جو لاانتہا رحم کرنے والی ہے اس سے پھر انسان بد ظن ہونا شروع ہو جاتا ہے اور مایوس ہونا شروع ہو جاتا ہے اور مایوسیت ہی ابلیسیت کا دوسرا نام ہے۔ پس یاد رکھنا چاہئے کہ رحمان خدا سے یعنی ربّ رحمٰن سے کسی صورت میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور گناہ کتنے بھی بڑھ جائیں مگر یہ کامل یقین ہونا چاہئے کہ اگر اللہ چاہے تو اس کی رحمانیت ہمارا اسہارا بن جائے گی اور ہمیں ہر قسم کی مصیبتوں سے نجات بخشے گی۔ اور جب وہ شیطان ان پر مسلط ہوتے ہیں تو ﴿لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ﴾ وہ سیدھے راستہ سے ان کو بہکا دیتے ہیں اور وہ یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ پس یہ دوسرا دھوکہ ہے جو بدقسمتی سے شیطان کی وجہ سے ان کو نصیب ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ وہ راہِ حق سے ہٹ چکے ہوتے ہیں پھر بھی ان کے دماغ میں یہ وہم ہوتا ہے کہ ہم حقیقی رستہ پر ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کریم سے اعراض کرے اور جو اس کے صریح مخالف ہے اس کی طرف مائل ہو ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں“۔ یہاں ذکرالرحمٰن کی تعریف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم سے کی ہے۔اب رحمان کی کتاب ہے قرآن کریم اور اسی کا ذکر ہے سارے قرآن میں۔ فرمایا کہ ”جو قرآن کریم سے اعراض کرے اور جو اس کے صریح مخالف ہے اس کی طرف مائل ہو ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں کہ ہر وقت اس کے دل میں وساوس ڈالتا ہے اور حق سے اس کو پھیرتا رہتا ہے اور نابینائی کو اس کی نظر میں آراستہ کر دیتا ہے اور ایک دم اس سے جدا نہیں ہوتا“۔ یعنی کسی لحہ بھی اس سے جدا نہیں ہوتا۔

ایک آیت ہے سورۃ الزخرف نمبر ۴۶۔ ﴿وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ﴾ اور ان سے پوچھ کے دیکھ جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے بھیجا کہ کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ کوئی معبود بنائے تھے جن کی عبادت کی جاتی تھی۔

اب اس میں سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے جو نبی گزر چکے ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کیسے پوچھ سکتے ہیں۔ تو ظاہر بات ہے کہ مراد ان کی قوم ہے، ان کے ماننے والے ہیں، ان کے ماننے والوں سے پوچھو کہ کیا پہلے بھی تم نے کبھی سنا ہے کسی نبی کی وساطت سے، کسی صاحب الہام کی وساطت سے کہ خداتعالیٰ نے رحمان کے علاوہ، اس کے سوا بھی معبود بنائے ہوں۔ یہاں ایک الجھن والا مسئلہ ہے کہ رحمٰن نے تو معبود نہیں بنائے، رحمٰن تو خود معبود ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ ان لوگوں نے جو جھوٹے معبود بنا رکھے ہیں اس کو وہ خداتعالیٰ کی رحمانیت کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے رحمان خدا نے یا تمہارے رحمان خدا نے یہ جھوٹے معبود ہمارے لئے بنائے تھے اس لئے ہم ان کو مانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یعنی رحمان نے تو اپنے سوا کبھی کسی کو کوئی جھوٹا معبود نہیں بنایا۔

﴿مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ﴾ سے مراد ہے رحمان خدا کی مخالفت میں اور رحمان خدا کے علاوہ بھی مراد ہو سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے یہاں رحمان خدا کی مخالفت کے معنے لئے ہیں۔

سورۃ الزخرف کی ایک اور آیت ہے نمبر ۸۲۔ اور نمبر ۸۳۔ ان دونوں آیات میں یہ ذکر ہے ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ اب رحمان خدا کی طرف وہ بیٹا منسوب کرتے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ارشاد ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ مجھے رحمان خدا سے تو کوئی کد نہیں ہے۔ اگر رحمان نے کوئی بیٹا بنایا ہوتا تو سب سے پہلے مَیں اس کی عبادت کرتا، تم اس کے کیا لگتے ہو۔ جیسا مَیں رحمان کے قریب ہوں تم اس کے قریب نہیں ہو سکتے۔ پس اگر رحمان نے بیٹا بنایا ہوتا یعنی حضرت عیسیٰ کو اپنے سوا معبود بنایا ہوتا تو سب سے پہلے مَیں اس کی عبادت کرتا۔

﴿سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ پاک ہے وہ رب جو آسمانوں اور زمین دونوں کا رب ہے۔ ﴿رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ اور عرش کا ربّ بھی ہے۔ یہاں عرش کی تعریف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے اقتباسات جو سن چکے ہیں یہاں عرش سے مراد اول طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا دل ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ اپنی آماجگاہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے دل کو بنایا ہے۔

سورۃ ق نمبر ۳۴ تا ۳۶ ﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ﴾ جو رحمان خدا سے غیب میں ڈرتا ہے۔ ﴿وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ﴾ اور بار بار جھکنے والا دل لے کر آتا ہے۔ اس سے پہلے مَیں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں یہاں ﴿بِالْغَيْبِ﴾ سے کیا مراد ہے۔ رحمانیت کا اکثر و بیشتر حصہ غیب میں ہی ہے۔ وہ ساری کائنات جو بنائی گئی اس سے پہلے کون تھا جو اس کی خبر دے سکتا تھا۔ صرف وہی غیب خدا تھا جس نے سب کچھ بنایا اور کوئی اسے دیکھنے والا نہیں تھا، کوئی ماننے والا نہیں تھا۔ تو جو

رحمان کے غیب ہونے کے باوجود اس سے ڈرتا ہے یہ صحیح تقویٰ کا مقام ہے کہ بظاہر وہ نہ سونگھا جا سکتا ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے، نہ چھوا جا سکتا ہے مگر اس کے باوجود وہ سب سے زیادہ قریب ہے اپنے نشانات کے ذریعہ، اپنی قدرتوں کے ذریعہ اس سے قریب تر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ پس وہ قریب ہے ان کے لئے جو اپنی رگ جان میں اس کو پاتے ہیں اور اپنے نفس پر غور کرتے ہیں تو نفس کی ساری بناوٹ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتیں دکھائی دیتی ہیں۔ تو اس پہلو سے وہ غیب ہوتے ہوئے بھی قریب ترین ہے۔

اور جنت میں وہ لوگ جو قلب منیب لے کے آتے ہیں ہمیشہ خدا کے حضور جھکے رہنے والا دل، ان کو یہ کہا جائے گا ﴿اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ﴾ تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو ﴿ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ﴾ یہ ہمیشگی کا دن ہے ﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ وہ اس میں وہ سب کچھ پائیں گے جو وہ چاہتے ہیں یا دنیا میں چاہا کرتے تھے اس کی اعلیٰ قسم وہ اس جنت میں دیکھیں گے اور ان کا تصور بھی جہاں تک نہیں پہنچ سکتا وہ بھی ہم ان کو عطا کریں گے۔ ﴿وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے پاس اور بھی بہت کچھ ہے وہ جتنا مرضی سوچ لیں پھر بھی وہ سب کچھ نہیں سوچ سکتے اس لئے ہمارے پاس اور بھی بہت کچھ ہے۔

اب سورۃ الرحمٰن کی آیات نمبر ۲ تا ۵ ﴿اَلرَّحْمٰنُ. عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ. عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ بے انتہا رحم کرنے والا اور بن مانگے دینے والا۔ ﴿عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾ اسی نے قرآن سکھایا۔ اب قرآن کی تخلیق اور ازلیت کا مسئلہ اسی آیت سے حل ہو جاتا ہے۔ قرآن کو سکھایا ہے اس نے، قرآن کو پیدا نہیں کیا۔ تو یہ ازلی کتاب ہے جو لوحِ محفوظ میں خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔ اب لوحِ محفوظ کا مسئلہ عام انسان کی سمجھ سے بالا ہے مگر جو چیزیں کسی موقع پر سمجھ سے بالا ہوں وہاں اپنا سر اطاعت جھکا دینا چاہئے۔ جہاں ہر وہ چیز جو سمجھ آ گئی وہ درست تھی تو اس کا بھی کوئی معنی ہے جو ہماری سمجھ سے بالا ہوگا لیکن ہے ضرور صحیح کہ قرآن کریم ایک لوحِ محفوظ میں ہے۔

اور رحمان نے قرآن تو سکھایا مگر انسان کو پیدا کیا۔ اب دونوں میں فرق کیا ہے۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ انسان کو پیدا کیا اور پھر ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ اور اسے بیان سکھایا۔ اب بیان سے مراد زبانیں بھی ہیں اور بیان سے مراد خود قرآن بھی ہے کیونکہ قرآن ہی سب سے زیادہ تبیّن کرنے والا، مشکوک چیزوں کو دوسری چیزوں سے الگ کرنے والا ہے اس لئے بیان کا معنی زبانیں بھی ہے، ہر قسم کی زبان انسان کو سکھائی۔ کس طرح اپنے مفہوم کو ادا کرے۔ اور اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عربی زبان وہ پہلی زبان ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو سکھائی۔ اب بعض لوگ اس پہ تعجب کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسے ایک زبان سکھائی لیکن ان کو غور کرنا چاہئے کہ انسان اور اس سے پہلے بندر میں دیکھو کتنا بظاہر تھوڑا سا فرق ہے یعنی ارتقاء کے لحاظ سے بندر انسان سے پہلے آخری منزل ہے لیکن بندر کی زبان کہاں اور انسان کی زبان کہاں۔ جب تک رحمان خدا نے انسان کو یہ بیان نہ سکھایا ہو یہ ناممکن تھا کہ وہ اتنے عظیم الشان طریق پر اپنے مطالب کو بیان کر سکتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"علم نور ہے، وہ حجاب نہیں ہو سکتا بلکہ جہالت حجابِ اکبر ہے۔ خدا کا نام علیم ہے اور پھر قرآن میں آیا ہے ﴿اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾۔ اسی لئے ملائکہ نے کہا ﴿لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا﴾۔ (الحکم۔ جلد ۶۔ نمبر ۲۵۔ بتاریخ ۱۷/ جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۲)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق بھی فرشتوں کو کچھ پتہ نہیں تھا اور خدا کے حضور انہوں نے عرض کیا جب اسماء کی بات ہوئی ہمیں تو کوئی علم نہیں مگر وہ جو تجھے ہے۔ تو اسماء میں سب سے اوّل چیز ان انبیاء کے نام تھے جنہوں نے تخلیق کے بعد پیدا ہونا تھا۔ تخلیق آدم کے سلسلہ سے شروع ہونا تھا۔ چنانچہ جتنے انبیاء آئے ہیں ان کے اسماء آدم کو سکھائے گئے اور جب فرشتوں سے پوچھا گیا کہ آدم کو جو ہم نے نام سکھائے ہیں تم بتاؤ تو سہی وہ کیا ہیں تو انہوں نے کہا پاک ہے تُو، ہمیں تو کوئی علم نہیں مگر جس کا تُو ہمیں علم دیتا ہے ہمیں صرف اسی کا علم ہے۔ اس کے نتیجہ میں یعنی ایک تفسیر اس کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانہ تک جتنے انبیاء نے ظاہر ہونا تھا ان سب کے نام بتائے اور فرشتوں نے اپنی لاعلمی میں یہ سوال کر دیا کہ کیا ایسے آدم کو تو پیدا کرے گا جو زمین میں خون بہائے۔ تو اس کا بھی ان کو علم نہیں تھا کہ آدم کے وقت زمین میں خون ضرور بہایا جاتا ہے مگر آدم کی طرف سے یعنی خدا کے نبی کی طرف سے آغاز نہیں ہوتا بلکہ ان مومنوں کا خون بہایا جاتا ہے جو اس نبی پر ایمان لاتے ہیں۔ تو ذرا سی بات کو بدل کر، پھیر کر دیکھیں جس طرح کلیڈوسکوپ کو بدل کر دیکھا جاتا ہے تو کچھ اور ہی منظر دکھائی دیتا ہے۔ خون ضرور ہر نبی سے وابستہ ہو چکا ہے کوئی بھی نبی نہیں جس کے وقت میں انسانی خون نہ بہایا گیا ہو مگر ایک بھی نبی نہیں ہے جس نے خون بہانے کی تعلیم دی ہو یا اقدام کیا ہو۔ اس نبی کے ماننے والوں کا اس کے مخالفین خون بہاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب "منن الرحمان" میں اسی بیان کے لفظ میں عربی کا مفہوم لیتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

"سو بیان سے مراد جس کے معنے بولنا ہے، زبان عربی ہے۔..........اس زبان کے مفردات ان کے مقابل پر واقع ہیں اور ساتھ اس کے یہ خوبی ہے کہ بولنے کے طریق کو آسان کیا گیا ہے ایسا کہ دل پر اثر پڑے"۔

اب سورۃ الملک کی یہ آیات ہیں ﴿اَلَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا. مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ. فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ. ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ اور وہی ہے جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا ہے۔ یہ جو ارتقاء کا مضمون ہے اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صرف اس زمین کے جانداروں سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ ساری کائنات میں پھیلا پڑا ہے۔ ساری کائنات طبقہ در طبقہ پیدا ہوئی ہے اور ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کرتی چلی گئی ہے۔ ﴿مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ﴾ اور اتنی وسیع کائنات میں تم کوئی بھی تضاد نہیں دیکھو گے۔

تفاوت کا ایک معنی ہے کوئی چیز نظر سے رہ گئی ہو اور ایک معنی ہے تضاد۔ تو کوئی چیز ایسی نہیں دیکھو گے کہ گویا خدا کی نظر سے باہر رہ گئی ہو۔ ہر چیز مہیا کی گئی ہے اور اتنی کائنات بنائی گئی، اتنے وسیع قوانین بنائے گئے لیکن ان میں تضاد کوئی نہیں۔ ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ﴾ تو تم نظر دوڑا کے دیکھو، دوبارہ دیکھو تمہیں کوئی کہیں کسی قسم کا فطور دکھائی دیتا ہے، کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ ﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ﴾ پھر دوبارہ نظر کو دوڑاؤ ﴿كَرَّتَيْنِ﴾ دو دفعہ یعنی دوسری مرتبہ ﴿يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ نظر پھر دوسری مرتبہ بھی تمہاری طرف ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی اور خدا کی ساری کائنات میں کوئی رخنہ اور کوئی خلا دکھائی نہیں دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خَلْقِ الرَّحْمٰنِ رحمانی تقاضا سے جو اشیاء مفت میں مل گئی ہیں ان کی شکر گزاری کرو، ان میں کوئی فرق نہیں، سورج برابر روشنی دئے جاتا ہے پھر ضرورتِ نبوت میں کیوں فرق کے قائل بنتے ہو۔ تفاوت اضطراب کو بھی کہتے ہیں اور اختلاف کو بھی کہتے ہیں۔ اضطراب یہ ہے کہ کوئی چیز کہیں ڈال دی جائے ایسا نہیں ہے اور نہ ایسا اختلاف اور گڑبڑ ہے کہ مثلاً آگ کی خاصیت پانی میں جا پڑے اور پانی کی خاصیت آگ میں جا پڑے۔ تفاوت نقصان کے معنوں میں بھی آتا ہے اللہ تعالیٰ کی حق و حکمت میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ انسان کی تحقیقات میں نقصان ہے ورنہ خدا کے کاموں میں کوئی نقصان نہیں"۔

اب ایک آیت ہے سورۃ الملک کی ہی ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ﴾ کیا انہوں نے دیکھا نہیں پرندوں کی طرف جو ان کے اوپر فضا میں اڑتے ہیں۔ ﴿صٰٓفّٰتٍ وَّ يَقْبِضْنَ﴾ اپنے پر پھیلائے ہوئے بھی اور اکھٹے کئے ہوئے بھی۔ ان کو کس چیز نے روکا ہوا ہے۔ ﴿اِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾ رحمان کے سوا۔ ﴿اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ﴾ وہ ہر چیز کو بڑی گہری نظر سے دیکھنے والا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ پرندوں کے اڑنے کو ایک نشان کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں سائنس دانوں نے جو تحقیق کی ہے اور بڑی گہری نظر سے اس کا مطالعہ کیا ہے، پرندوں کے جسم میں از خود اڑنے کی صلاحیت ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ان کی ہڈیاں اگر کھوکھلی نہ بنائی جاتیں، ان کی چھاتی کے مسلز غیر معمولی طاقتور نہ بنائے جاتے، ان کی ایک خاص شکل مقرر نہ کی جاتی جو تکونی شکل ہے تو ناممکن تھا کہ کوئی ایک پرندہ بھی ہوا میں اڑ سکتا۔ پس یہ رحمانیت کا تقاضا ہے۔ اس نے جب ان پرندوں کو پیدا کیا ہوا میں اڑنے کے قابل، تو اُڑنے کے لئے جتنی ان کی ضرورتیں تھیں وہ ساری ان کو مہیا فرما دیں اور یہ تو مختصر ذکر میں نے کیا ہے۔ پرندوں پر اگر غور کر کے دیکھیں تو لاانتہا ایسی باریک باتیں ہیں جن کا اگر خیال نہ رکھا جائے تو کوئی پرندہ ہوا میں اڑ نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا ترجمہ اور تفسیر بیان کرتے ہوئے براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں:-

"کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اُڑتے ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمٰن ہی ہے کہ ان کو گرنے سے تھام رکھتا ہے یعنی فیضانِ رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی جو ایک پیسہ کے دو تین مل سکتے ہیں وہ بھی اس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں"۔(براہین احمدیہ۔ صفحہ ۳۷۶ حاشیہ) اب پرندے آج کل تو نہیں مل سکتے ایک پیسہ کے، اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے اس زمانہ کی اقتصادیات کا بھی علم ہوتا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایک پیسہ کے تین پرندے مل جایا کرتے تھے اب تو پیسہ دے کسی کو پرندوں کے لئے تو وہ منہ پہ مارے اس کے۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ۔ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾ سورۃ الملک ہی کی یہ آیت ہے۔ یہ کون ہوتے ہیں جو تمہارا لشکر بن کر رحمٰن کے مقابل پر تمہاری مدد کریں۔ جس طرح پرندوں کے لشکر ہوتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے فرشتوں کے بھی لشکر ہیں اور جو لشکر ہیں وہ رحمٰن کے مقابل پر انسان کی مدد نہیں کر سکتے خواہ پرندوں کے لشکر ہوں یا اور لشکر ہوں، مادی لشکر جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مدد کر سکتے ہیں وہ کسی کی، جب اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو کوئی جنود کوئی لشکر کسی انسان کے کام نہیں آسکتا۔ ﴿اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾ کافر نہیں ہیں مگر ایک دھوکہ کی حالت میں۔ اب غُرُوْر اور غَرُوْر میں ایک فرق ہے۔ غَرُوْر شیطان کو کہتے ہیں جو دھوکہ دینے والا ہے اور غُرُوْر اس دھوکہ کو کہتے ہیں جو شیطان دیتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ لکھتے ہیں:-

"جُنْدٌ: یہ تمہارے لشکر تمہارے کسی کام نہ آویں گے اور خدا کے عذاب کو ٹال نہ سکیں گے ﴿مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ﴾ رحمان کے مقابلہ میں تمہارے نہ کام آئیں گے نہ تمہاری مصیبت کو ٹال سکیں گے"۔(ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۲۳ر نومبر ۱۹۱۱ء)

اب سورۃ الملک ہی میں ایک اور آیت میں رحمٰن کا یوں ذکر ملتا ہے ﴿قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ کہہ دے وہی رحمٰن ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اس پر ہی ہم نے توکل کیا ہے۔ پس تمام تر توکل خدا تعالیٰ کی رحمانیت پر ہی ہونا چاہئے ورنہ انسان کے بس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ انسان اتنے گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ بے انتہا رحم کرنے والا نہ ہوتا تو کبھی بھی اس کے گناہ بخشے نہ جاسکتے۔ پس رحمانیت پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ جتنے بھی انسان گناہ کرتا ہے ان پر غور کرے اور پھر یہ دیکھے کہ رحمان کتنا وسعت والا رحمان ہے، کتنی وسعت ہے اس کے بخشنے میں اور اس پر نظر کرو تو پھر اس پر توکل ہو سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ انسان گناہوں پر بے حیا ہو جائے مگر غفلت سے گناہ بھی تو ہوتے ہیں اور گناہوں کا شعور ہی بعض دفعہ نہیں آتا۔ جب تک گناہ حد سے زیادہ بڑھ نہ جائیں اس وقت تک انسان کو محسوس ہی نہیں ہوتا کہ مَیں گناہ کر رہا ہوں۔ تو گناہ کا شعور بھی تو اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے نتیجہ میں ہی عطا ہوتا ہے۔ تو بہر حال ہر قسم کے گناہوں کے باوجود ایک رحمان ہے جس پر توکل ہو سکتا ہے ورنہ کوئی چھوٹا گناہ بھی نہ بخشا جاتا۔ ﴿فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ پس تم ضرور جان لو گے کہ وہ کون ہے جو کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔

اب سورۃ اَلنَّبَا کی نمبر ۳۶ تا ۳۸ آیات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ﴿لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا﴾ نہ وہ اس میں کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ کوئی ادنیٰ سا جھوٹ سنیں گے۔ تیرے رب کی طرف سے ایک جزا ہے ایک جچا تلا انعام۔ ﴿جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا﴾۔ ﴿عَطَآءً حِسَابًا﴾ سے مراد ہے جچا تلا جیسے کانٹے کا تول ہو اس طرح ان کو ایک جزا دی جائے گی۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جو بغیر حساب کے نہیں بلکہ ان معنوں میں حساب کے ساتھ ہے کہ وہ اس میں کوئی بھی فرق نہیں دیکھیں گے۔

وہ خدا کون ہے؟ ﴿رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ وہ آسمانوں کا خدا ہے اور زمین کا بھی خدا ہے ﴿وَمَا بَیْنَهُمَا﴾ اور ان سب چیزوں کا بھی ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں۔ اب اس طرف بھی مَیں نے بارہا توجہ دلائی ہے کہ زمین اور آسمان کا تصور تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں موجود تھا۔ لیکن یہ کہ ان کے درمیان کیا ہے اس کا کوئی تصور نہیں تھا۔ پس قرآن کریم نے اس زمانہ میں ایسے خدا تعالیٰ کی بات کی ہے جو زمین و آسمان ہی کا رب نہیں بلکہ ان کے درمیان جو نہ نظر آنے والی، ان دیدنی باتیں ہیں ان کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب کشش ثقل کا بھی بے شمار جگہ قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے اور وہ دکھائی نہیں دیتی ﴿بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ ایسے ستونوں پر کشش ثقل چل رہی ہے جن کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔

تو فرمایا زمین و آسمان کے درمیان جو چیزیں ہیں ان میں Dark Matter بھی ہو سکتی ہے۔ سائنس دانوں نے اب دریافت کیا ہے کہ ایک Matter ہے مادہ ایسا جو تاریک مادہ ہے اور تاریک مادے اور روشن مادے کا آپس میں توازن ایسا ہے کہ ایک دوسرے کے برابر ہو جاتے ہیں۔ پس عجیب وغریب باتیں سائنس دانوں نے جو دریافت کی ہیں یہ تمام تر قرآن کریم کی تائید کر رہی ہیں اور اگرچہ یہ خود اندھے ہیں اور خدا کی قدرت کو دیکھ نہیں سکتے مگر عجیب اندھے ہیں کہ خدا کی قدرت کو دکھا دیتے ہیں۔ اس وقت خدا کے سامنے ایسے انسان مغلوب اور مرعوب ہو جائیں گے یعنی یوم قیامت کو کہ اس سے خود خطاب کرنے کی اپنے اندر کوئی طاقت نہیں پائیں گے۔

اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے اگلی آیات ہیں ۳۹ تا ۴۰۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا﴾ جس دن روح القدس اور فرشتے صف بہ صف کھڑے ہونگے وہ کلام نہیں کریں گے سوائے اس کے جسے رحمان اجازت دے گا اور جو بھی بات کرے گا وہ درست بات کرے گا وہ دن برحق ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کی طرف لوٹنے کی جگہ بنالے۔

اس کے متعلق حقائق الفرقان جلد چہارم میں یہ درج ہے: "علاوہ اس کے رحمان کے معنے رحم بلا مبادلہ کرنے والا ہے۔ صفت رحمانیت اور کفارہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے"۔ اب رحم بلا مبادلہ کا جو مضمون ہے اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کو ایسے رحمان کے طور پر پیش کیا گیا جس سے پہلے اس کے رحم کو مانگنے والا کوئی بھی وجود نہیں تھا۔ ساری چیزیں اس نے عطا کر دیں انسان کو جو انسان کی پیدائش سے اربوں سال پہلے سے تیار ہو رہی تھیں اور عین وقت پہ حسب ضرورت وہ چیز اتاری گئی۔ پس وہ دن جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں رحم بلا مبادلہ کرنے والا ہے کہ رحمان ایسا خدا ہے، ایسا اللہ ہے جو بغیر کسی مبادلہ کے، اس کو دیا کچھ نہیں جاتا مگر وہ رحم کرتا ہے۔

"صفت رحمانیت اور کفارہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے"۔ مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح کے متعلق جو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بندوں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا تو یہ صفت رحمانیت کے ساتھ اکٹھا نہیں ہو سکتا، رحمانیت تو کسی مبادلہ کو نہیں چاہتی اور کفارہ کسی مبادلہ کو چاہتا ہے اور کفارہ بھی ایسا احمقانہ تصور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے گناہ اٹھا کر اور قیامت تک کے ہونے والے گناہ اٹھا کر ایک مسیح پر لاد دئے اور نعوذ باللہ ان کے گناہوں کے نتیجہ میں بجائے اس کے کہ وہ لعنتی بنتے حضرت مسیح لعنتی بن گئے۔ تو ایسا جھوٹا اور باطل اور عقل کے کلیۃً خلاف عقیدہ ہے کہ اس سے زیادہ لغو عقیدہ دنیا میں ہو نہیں سکتا۔ مگر اس عقیدہ کے لئے دیکھو دنیا میں عیسائیت نے کتنا فساد برپا کر رکھا ہے اتنی محنت سے اس عقیدہ کو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کیا ہے کہ آنکھیں بند ہو گئی ہیں سوچنے کا دماغ نہیں رہا کہ ہم کس بات پر ایمان لا رہے ہیں اور جو سچا عقیدہ ہے قرآن کریم کا اس سے انکار کرنے پر لوگوں کو آمادہ کیا جا رہا ہے۔ اب جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ اتنی واضح حقیقت یعنی خدا کی وحدانیت اس عقیدہ کو دنیا کے سامنے ببانگ بلند، بلند آواز کے ساتھ پیش کریں اور مسیحیت اس طرح پگھل جائے سامنے سے جس طرح دھوپ سے شبنم پگھل جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام روح القدس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ اس آیت میں روح سے مراد رسولوں، نبیوں اور محدثوں کی جماعت ہے جن میں روح القدس ڈالا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں مگر یہ شبہ کہ روح کے لفظ سے ان کو یاد کیا ارواح کے لفظ سے کیوں یاد نہیں کیا" یعنی روح تو واحد کا لفظ ہے اور ان سب کے اوپر الگ الگ روحیں اتاری گئی ہیں، ہر ایک مقرب، ہر خدا کے بندے پر جس کو الہام ہوتا ہے حضرت جبرائیل خود تو نہیں اترتے تو ارواح اترتی ہیں۔ مگر قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ وہ جو سردار ہے اسی کی طرف حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس کے تابع جو مختلف روحیں ہیں ان کا الگ الگ ذکر نہیں فرماتا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں یہ سمجھاتے ہیں کہ بعض دفعہ قرآن کریم میں ایک واحد کا لفظ بولا جاتا ہے مگر وہ جمع پر اطلاق پاتا ہے اور بعض دفعہ جمع کا لفظ بولا جاتا ہے مگر وہ واحد پہ اطلاق پاتا ہے۔

اس تعلق میں حضور فرماتے ہیں: "مگر یہ شبہ کہ روح کے لفظ سے ان کو یاد کیا ارواح کے لفظ سے کیوں یاد نہیں کیا۔ پس جان لے کہ قرآن کا محاورہ ایسا ہے کہ کبھی وہ واحد کے لفظ سے جمع مراد لے لیتا ہے اور کبھی جمع سے واحد ارادہ رکھتا ہے۔ یہ قرآن شریف کی ایک عادت مستمرہ ہے"۔ یعنی قرآن کریم میں جگہ جگہ آپ کو یہ اسلوب نظر آئے گا۔ "اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو روح کے لفظ سے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

یاد کیا یعنی ایک ایسے لفظ سے جو انقطاع عن الجسم پر دلالت کرتا ہے"۔اب روح کے لفظ کی تفسیر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بہت ہی عظیم الشان تفسیر فرمائی ہے۔ فرمایا روح تو بدن سے الگ ہوتی ہے اور بدن کو چھوڑ دیتی ہے تو بدن پیچھے کچھ بھی نہیں رہتا۔ تو انبیاء وہ ہیں جو اپنی زندگی ہی میں اپنے بدن سے الگ ہو چکے ہوتے ہیں یعنی جسمانی آلائشوں سے الگ ہو چکے ہوتے ہیں۔

فرماتے ہیں:"وہ مطہر لوگ اپنی دنیوی زندگی میں اپنی تمام قوتوں کی رو سے مرضات الٰہی میں فنا ہوگئے تھے اور اپنے نفسوں سے ایسے باہر آگئے تھے جیسے کہ روح بدن سے باہر آجاتی ہے اور نہ ان کا نفس اور نہ اس نفس کی خواہشیں باقی رہی تھیں۔ روح القدس کے بلائے سے بولتے تھے، نہ اپنی خواہش سے اور گویا وہ روح القدس ہی ہوگئے تھے جس کے ساتھ نفس کی آمیزش نہیں تھی"۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات جن میں لفظ رحمان کا استعمال آتا ہے۔"اِنِّی مَعَ الرَّحْمٰنِ فِی کُلِّ حَالَةِ الْمَوْتِ وَحَالَةِ الْبَقَآءِ"۔اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے الفاظ میں نہیں ملا مگر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔"مَیں ہر حالت میں رحمان خدا کے ساتھ ہوں" یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے گویا یہ بلایا جا رہا ہے کہ مَیں یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر حالت میں رحمان خدا کے ساتھ ہوں خواہ موت کی حالت ہو خواہ بقا کی حالت ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صفت رحمانیت سے کبھی بھی جدا نہیں ہوئے، ہر دکھ اور غم کی حالت میں بھی اور ہر خوشی کی حالت میں بھی۔

پھر ۱۹ر اکتوبر ۱۹۰۵ء کا ایک الہام ہے"اِنِّی مَعَ الرَّحْمٰنِ اَدُوْرُ" کہ مَیں خدائے رحمان کے ساتھ چکر کھاتا ہوں۔اب یہاں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے یہ کہا جا رہا ہے یعنی اللہ خدائے رحمان کے ساتھ چکر نہیں کھاتا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان حال سے یہ کہا جا رہا ہے کہ جیسے اللہ کی رحمانیت اپنے نئے نئے جلوے دکھاتی ہے اسی طرح مَیں بھی اس رحمانیت کے جلووں کے مطابق ہو جاتا ہوں، جب وہ ایک جلال کا منظر دکھاتی ہے تو مَیں بھی اسی طرح جلال اور جوش میں آتا ہوں اور جب وہ رحمانیت اپنی ایسی حالت کا جلوہ دکھاتی ہے جس میں بہت زیادہ ترحم اور شفقت پائی جائے تو مَیں بھی اسی طرح اس حالت کے مطابق ہوتا چلا جاتا ہوں۔

ایک ۱۹۰۶ء کا الہام ہے اور اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے مَیں رحمان ہوں اِنِّی اَنَا الرَّحْمٰنُ سَاَجْعَلُ لَكَ سُهُوْلَةً فِی كُلِّ اَمْرٍ"۔ مَیں رحمان ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے سہولت دوں گا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے کام خدا تعالیٰ سے سہولت یافتہ تھے۔ اپنی طاقت سے آپ کوئی کام کر سکتے ہی نہیں تھے۔ اتنے عظیم الشان کام کئے ہیں آپ نے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ ایک انسان کو کیسے یہ توفیق ملی مگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ مَیں رحمان ہوں اور مَیں تجھے ہر کام میں سہولت دوں گا۔

ایک اور الہام ہے"اِنِّی اُمِرْتُ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَأْتُوْنِیْ" مَیں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں۔ یہ ترجمہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ اُمِرْتُ یعنی مجھے امیر یا خلیفہ بنایا گیا ہے رحمان کی طرف سے فَأْتُوْنِیْ پس میری طرف چلے آؤ۔اِنِّی حِمَی الرَّحْمٰنِ مَیں خدا کی چراگاہ ہوں یہاں حِمَی الرَّحْمٰن سے مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ بہت غیرت رکھتا ہے۔ جس طرح ایک چراگاہ کی گڈریا حفاظت کرتا ہے اور کسی دوسرے جانور کو اس میں دخل کی اجازت نہیں ہوتی، بھیڑیا داخل ہو اور اگر وہ گڈریا طاقتور ہو تو بھیڑیا موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے متعلق خدا تعالیٰ کا یہ الہام بیان کرتے ہیں کہ مَیں اللہ کی چراگاہ ہوں اور شاخ مثمرم۔ مَیں وہ شاخ مثمرم ہوں کہ جس کے متعلق خوف رکھو کہ باغبان اپنی مثمر شاخ کو، اپنی پھلدار شاخ کو کبھی کاٹنے نہیں دیتا۔

اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر ۔۔۔ از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

یہ وہ حِمَی کی تفسیر ہے۔اے وہ جو میری طرف کئی تبر لے کے دوڑے چلے آرہے ہو مجھے کاٹنے کے لئے باغبان سے بھی تو ڈرو کہ مَیں ایک ثمر دار شاخ ہوں۔ اور باغبان اپنی ثمر دار شاخ کی لازماً حفاظت کرتا ہے۔

پھر ایک الہام ہے جو قرآن کریم کی آیت کے طور پر ہے"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" خدا نے تجھے قرآن سکھایا۔اب یہ ترجمہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہے۔ یہاں لفظ "تجھے" سے مضمون واضح فرما دیا کہ رحمان خدا نے قرآن کریم تو نازل فرمایا لیکن اسے دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھایا ہے۔ اگر اللہ آپ کا معلّم نہ ہوتا تو آپ کبھی بھی قرآن نہیں سیکھ سکتے تھے۔ یعنی اس کے صحیح معنے تجھ پر ظاہر کئے۔

ایک الہام ہے دسمبر ۱۹۰۷ء کا، وفات کے قریب کے زمانہ کا۔ مَیں تیرا رب، ربّ رحمان ہوں یعنی تیرا ربّ جو عزت والا ہے اور صاحب غلبہ ہے۔"اِنِّی اَنَا رَبُّكَ الرَّحْمٰنُ" مَیں تیرا رحمان رب ہوں۔"ذُوْالْعِزِّ وَالسُّلْطَانِ" وہ عزت والا اور غلبہ والا رب مَیں ہوں۔ تو جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تو رحمان سے وابستہ رہے گا جیسا کہ تو ہے تو وہ تیرے لئے عزت کا موجب بھی بنے گا اور غلبہ کا موجب بھی بنے گا کیونکہ رحمٰن خدا صاحب عزت بھی ہے اور صاحب غلبہ بھی ہے۔

ایک الہام ہے یہ ۱۹۰۸ء کا ہے۔اب یہ اور وصال کے قریب آگیا ہے۔ پس اسی آخری زمانہ کا الہامات کے ساتھ ہی اب صفت رحمانیت کا مضمون ختم ہوگا اور آئندہ سے دوسری صفات کا ذکر شروع ہوگا۔" حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَةِ اللّٰهِ الْمُغَلِ السُّلْطَانِ"۔ترجمہ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے: خدائے رحمان کا حکم ہے خلیفۃ اللہ مغل سلطان کے لئے۔ اللہ کا خلیفہ ہے اور مغل سلطان ہے۔ اور یہ بھی ایک بڑی شان کا اظہار ہے کہ یہ معمولی مغل نہیں ہے بلکہ مغل سلطان ہے جس کو عظیم الشان غلبہ دیا جائے گا۔

اب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک دو اقتباسات مَیں رحمانیت سے متعلق آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"صفتِ رحمانیت ہر اُس وجود کو جو صفت ربوبیت سے تربیت پا چکا ہے، وہ سب کچھ مہیا کرتی ہے جس کی اُسے حاجت ہو"۔ یہاں ربوبیت کو پہلے رکھا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ فرمایا گیا ہے۔ یہاں رحمانیت سے مراد وہ رحمانیت نہیں جو قدیم تر ہے بلکہ ربوبیت کے بعد جو رحمانیت ہے وہ قرآن کریم کے نزول کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے۔ تو یہ تضاد جو کبھی کبھی دوستوں کو نظر آتا ہے اس کا حل یہی ہے کہ ایک رحمانیت ہے جو آغاز ہے، ہر چیز کا آغاز اس سے ہے اور ربوبیت بھی اس کے فیض سے جاری ہوتی ہے اور ایک ربوبیت ہے جو انسان بننے کے بعد پھر شروع ہوتی ہے اور ہر چیز پر حاوی ہو جاتی ہے اور رحمانیت سے پہلے ہوتی ہے۔ اسی ربوبیت کے نتیجہ میں رحمان خدا علم قرآن کے ذریعہ انسان کی تربیت فرماتا ہے۔

فرماتے ہیں:" پس یہ صفت تمام وسائل کو رحم پانے والے کے موافق بنا دیتی ہے اور ربوبیت کا نتیجہ وجود کو کامل قویٰ دینا اور ایسے طور پر پیدا کرنا ہے جو اس کے لائق حال اور مناسب ہے۔ اسی صفت کا اثر یہ ہے کہ یہ ہر وجود کو اس کے عیوب کو چھپا دینے والا لباس پہناتی ہے، اُسے زینت عطا کرتی ہے، اُس کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی ہے، اس کے چہرہ کو دھوتی ہے، اس کو سواری کے لئے گھوڑا دیتی ہے اور اس کو شاہسواروں کے طریق بتاتی ہے"۔(کرامات الصادقین)

اب رحمانیت کے دوسرے معنے کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"رحمٰن کے معنے خدا کے کلام سے یہ ثابت ہوتے ہیں کہ جب وہ بغیر کسی عوض کے اور سوا کسی عمل کے رحمت کرتا اور اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ مثلاً دیکھو خدا نے جب یہ نظام بنا رکھا ہے۔ سورج ہے، چاند ہے، اناج ہے، پانی ہے، ہوا ہے، ہمارے امراض کے دفعیہ کے لئے قسم قسم کی بوٹیاں ہیں۔ اب کوئی بتلا سکتا ہے کہ یہ اس کے کس عمل کا اجر ہیں۔ ہر ایک شخص جو عمیق فکر کرے اُس پر خدا کا رحمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی و آسودگی کے لئے جو کچھ چاہئے تھا وہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے مہیا کیا۔ جو کچھ آسمان میں ہے اور زمین میں اور پھر جو کچھ ہمارے وجود میں پایا جاتا ہے"۔ یعنی انسان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے بے شمار مظاہر ہیں ان کا مَیں نے تفصیل سے دوسری جگہ اور اپنی کتاب "Rationality" میں ذکر کیا ہے کہ کس حیرت انگیز طریق پر خدا کی رحمانیت ہمارے بدنوں کے اندر موجزن ہے۔" یہ سب اس کی رحمانیت کا نتیجہ ہیں کیونکہ جب ہم ماں کے پیٹ میں تھے اس وقت جو کچھ اس کے انعام تھے وہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہو سکتے۔ تناسخ کا مسئلہ یہیں سے ردّ ہو جاتا ہے۔ مگر مَیں اسے چھیڑنا نہیں چاہتا۔(البدر۔ ۲۵ر جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے هیں

آج هی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

اب مَیں آخر پر آپ کو رحمانیت کا ایک اور جلوہ بھی بتاتا ہوں کہ خداتعالیٰ نے صفت رحمانیت کے تابع جو شفا کا مضمون پیدا کیا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ان میں ایک ہومیوپیتھی شفا کا نظام بھی ہے اور یہ الٰہی نظام شفا کے قریب تر ان معنوں میں ہے کہ اس کی اتنی باریکیاں ہیں کہ ان پر غور کرنے سے انسان خدا کی ہستی کا لازماً قائل ہو جاتا ہے۔ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے بغیر یہ شفا کا مضمون سکھایا جاتا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس مضمون پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

لیکن اب میں ایک بات سمجھانی چاہتا ہوں۔ مَیں نے پہلے بھی بارہا ذکر کیا ہے کہ میری ڈاک میں کثرت سے لوگ یہ خط بھیجتے ہیں کہ ہمارا ہومیوپیتھک علاج کرو۔ اڑیسہ سے بھی خط آرہے ہیں اور پاکستان کی مختلف جگہوں سے، ربوہ سے بھی اور بیرون ربوہ سے بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی دور بیٹھے ہومیوپیتھک علاج ہو سکتا ہی نہیں۔ ہومیوپیتھک علاج کے لئے تحقیق ہونی چاہئے پورے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اس کے دو حل ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو میری کتاب ہے ہومیوپیتھی کی وہ آپ خود لے لیں اور اس میں اشارے موجود ہیں ان کو دیکھ کر خود اپنا مطالعہ کریں۔ سب سے بہتر علاج انسان خود کر سکتا ہے جو جانتا ہے کہ مجھے کیا بیماری ہے لیکن جن کو یہ سلیقہ نہیں اور اکثر کو نہیں ہے، بہت مشکل کام ہے کہ ہومیوپیتھک علاج کرنے کے لئے کوئی خود کتاب سے فائدہ اٹھا سکے۔ اس لئے ان کے لئے دنیا بھر میں خداتعالیٰ کی رحمانیت کی مظہر ڈسپنسریاں قائم کر دی گئی ہیں جو بلا مبادلہ کام کرتی ہیں۔

اس کثرت سے ڈسپنسریاں قائم ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے کہ اب دنیا میں کتنی بے شمار ڈسپنسریاں قائم ہیں جو بنی انسان کا علاج کرتی ہیں مگر محض رحمانیت کے طور پر اس کا کوئی متبادل نہیں لیتیں، مفت کی ڈسپنسریاں ہیں اور ان میں لوگ وقف ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دفعہ پھر سمجھانا چاہتا ہوں احباب جماعت کو کہ اپنی بیماری کے لئے لکھیں تو صرف دعا کے لئے لکھیں مگر علاج کے لئے نہ لکھیں۔ یہ ناممکن ہے میرے لئے کہ اتنی دور بیٹھ کر علاج کر سکوں اور ان کی تفصیل سے گفتگو کر کے ان کے حالات معلوم نہ کروں کہ کیا ہیں۔ اس کے نتیجہ میں سوائے اس کے کہ مَیں پریشان ہو جاتا ہوں کہ فلاں بھی بیمار ہے، فلاں بھی بیمار ہے اس کو کونسی دوائی دی جائے اور کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔

تو اب مَیں آپ کے سامنے ایک مختصر فہرست رکھتا ہوں کہ کس کثرت کے ساتھ دنیا میں احمدیت کے طفیل مفت علاج کی سہولتیں موجود ہیں۔ ہندوستان، جرمنی، امریکہ، کینیڈا غرضیکہ دنیا بھر کے ممالک میں یہ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔ اب امراء کا فرض ہے کہ وہ احباب جماعت کو واقفیت کروائیں۔ اب امریکہ سے، لاس اینجلیز سے جو خط آتے ہیں کہ میرا علاج کریں وہیں لاس اینجلیز میں ہی ہمارے مبلغ موجود ہیں جو ہومیوپتھک علاج کر سکتے ہیں۔ اڑیسہ سے خط آتا ہے وہاں بھی نظام جماعت مقرر ہے کوئی نہ کوئی ہومیوپیتھک ڈسپنسری موجود ہے جو بلا مبادلہ ان کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ اب ربوہ میں تو کثرت سے ہیں اور ربوہ سے بھی خط آتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ان کو یہ نہیں پتہ کہ خداتعالیٰ کے فضل سے وہاں ہومیوپیتھک کلینک بامعاوضہ بھی موجود ہیں، بہت سے معاوضہ لے کر کرتے ہیں لیکن جماعت کی طرف سے مفت علاج کی اتنی سہولتیں ہیں کہ دنیا کے کسی شہر میں یہ سہولتیں نہیں ہونگی اور اس کے باوجود لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمارا علاج کرو اور اپنی علامتیں تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ تو سب سے پہلے مَیں بجائے اس کے کہ لمبی فہرست پڑھوں مَیں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ لوگوں کو پتہ نہیں بیچاروں کو کہ علاج کی کیا سہولت ہے۔ تمام دنیا میں سہولتیں ہیں مگر ان غریبوں کو پتہ نہیں تو کیا کریں بے چارے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کے امیر کا فرض ہے کہ وہ تمام جماعتوں کو مطلع کرے کہ آپ کے قریب ترین کون سی ڈسپنسری ہے جس سے آپ استفادہ کر سکتے ہیں اور اگر اس شہر میں نہیں ہے تو شہر بتائیں کہ کس جگہ جائیں کیونکہ ان کو لازماً پھر وہاں جانا پڑے گا اور ہومیوپیتھک ڈاکٹر موجود ہو گا جو ان کو دیکھ کر پوری تحقیق کرنے کے بعد پھر ان کے لئے علاج تجویز کر سکتا ہے۔

اب مختصراً مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ ہندوستان میں مجموعی طور پر ۷۰ کے لگ بھگ ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں جن میں قادیان میں تین، پنجاب میں چھ، ہماچل پردیش میں ایک، ہریانہ میں چار، راجستھان میں تین، آندھرا پردیش میں دو، صوبہ جموں و کشمیر میں دس، گجرات میں ایک، یوپی میں تین، کیرالہ میں چھ، تامل ناڈو میں دو، مدراس میں دو، بنگال میں سولہ، آسام میں چار، اڑیسہ میں دو۔ یہ ساری ڈسپنسریاں وہاں کام کر رہی ہیں اور مفت علاج کر رہی ہیں۔ تو اگر قصور ہے تو مرکزی امارت کا ہے۔ قادیان کے ذمہ دار افسروں کا قصور ہے کہ انہوں نے کیوں بار بار تمام جماعتوں کو متنبہ نہیں کیا کہ اگر ہومیوپیتھک علاج کرانا ہو تو فلاں جگہ یہ سہولت موجود ہے۔ اگر وہ ایسا کر دیتے تو اس طرح مجھے پھر خط نہ آتے۔

مگر ربوہ والوں کو بھی نہیں بتایا گیا تو اب باقی بیچاروں کو کیا پتہ لگے گا۔ اس لئے یاد رکھیں یہ فرض ہے، انجمن کا فرض ہے ربوہ کی ڈسپنسریوں کا تمام اہل ربوہ سے تعارف کروائیں اور سارے پاکستان کی ڈسپنسریوں کا سارے پاکستان والوں سے تعارف کروائیں۔ لاہور سے بھی خط آتے ہیں لاہور والوں کو بھی بتائیں تمہارے ہاں اتنی ڈسپنسریاں مفت کام کر رہی ہیں۔ وہاں تو گاؤں گاؤں میں ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ اس لئے اب مَیں امید رکھتا ہوں، اس کی تفصیل نہیں پڑھتا اس میں بہت زیادہ وقت لگے گا، کہ تمام امراء صوبائی و ضلع یہ ذمہ داریاں اپنے اوپر ڈال لیں کہ ہر احمدی کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ ڈسپنسری کہاں ہے اور کیسے کام کر رہی ہے۔ یہاں میرے پاس موجود ہے فہرست مگر وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اب جماعت کے امراء کی طرف سے یا ناظر اعلیٰ کی طرف سے یا وکلاء اعلیٰ کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ سب کو معلوم ہو جائے گا اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ میرے کام میں سہولت ہو جائے گی۔

دیکھو دعا کے لئے تو مَیں حاضر ہوں، اتنا صرف لکھا کریں کہ ہمیں فلاں بیماری لاحق ہے ہمارے لئے دعا کریں اور وہ مَیں باقاعدگی سے کرتا ہوں۔ ایک دن بھی Miss نہیں کرتا۔ خط پڑھتے ہوئے بھی کرتا ہوں، رات کو تہجد میں بھی اکٹھے، اجتماعی طور پر کرتا ہوں۔ اس لئے جہاں تک دعا کا چارہ ہے وہ تو میرا فرض ہے اور مَیں لازماً آپ کے دکھ میں شریک ہوتا ہوں اور جہاں تک مجھے توفیق ہے اسے دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن دور بیٹھے تفصیلی علاج ناممکن ہے۔ امید ہے آئندہ اس مضمون کو پیش نظر رکھیں گے۔ اب تھوڑا کرتے کرتے بھی دو بج کر دس منٹ ہو گئے ہیں مگر بہرحال یہ رحمانیت کی صفت کا یہ آخری خطبہ تھا۔ آئندہ پھر انشاء اللہ دوسری صفات باری تعالیٰ کا ذکر چلے گا۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲؍اگست ۲۰۰۱ء کو قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم بشیر الدین احمد سامی صاحب آف نیو مالڈن (لندن) کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ چند ماہ کی لمبی بیماری کے بعد ۳۱؍جولائی ۲۰۰۱ء کو ۶۸؍سال کی عمر میں وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم سردار مصباح الدین صاحب مرحوم سابق مبلغ انگلستان کے بیٹے اور مکرم محمد اسلم خالد صاحب کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے بہنوئی تھے۔ ۲۲؍نومبر ۱۹۳۲ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ قیام ربوہ کے ابتدائی زمانہ میں دفتر حفاظت مرکز اور دفتر بیت المال میں خدمت کی توفیق پائی۔ ۵۴ء میں آپ پاکستان بحریہ میں ملازم ہوئے اور کراچی میں قیام کے دوران ۱۹۶۰ء تک مختلف خدمات کی توفیق پائی۔ ناظم اعلیٰ خدام الاحمدیہ کراچی کے طور پر بھی کام کیا اور بہترین خادم ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ۱۹۶۰ء میں پشاور چلے گئے اور وہاں بھی قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۰ء میں انگلستان آگئے۔ یہاں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ میں قائد عمومی اور نائب صدر بھی رہے۔ دس سال تک "اخبار احمدیہ" کی ادارت کی۔ مرکزی جرائد کے برطانیہ میں نمائندہ مقرر تھے۔ آپ نے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

خدا کی حکمتوں پر ایمان میں برکت ہے

ایک بچہ درزی کو دیکھے کہ اس نے تمام تھان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے کیونکہ نہیں جانتا کہ یہ ٹکڑے ایک اعلیٰ ملبوس بننے والے ہیں اسی طرح اللہ کے مصالح اکثر نادانوں سے مخفی رہتے ہیں۔ وہ ظاہری صورت دیکھ کر چلا اٹھتے ہیں۔ گلستان میں ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ لنگڑا ہو گیا اور ایک دن بیگار میں لوگوں کو پکڑ رہے تھے اسے چھوڑ گئے تو وہ خدا کا شکر بجا لایا۔ قرآن شریف میں ہے کہ (حضرت) موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ ہے، خضرؑ نے ایک کشتی کو عیب ناک کر دیا اور بعد میں اس کی حکمت ظاہر ہوئی۔ پس ہمیں چاہیے کہ خدا کی حکمتوں پر ایمان لائیں اور اس کے حکم مانیں۔ (حقائق الفرقان جلد اول ص ۱۳۲)

ہمارا جلسہ سالانہ

(چوہدری حمید اللہ۔ افسر جلسہ سالانہ ربوہ)

(دوسری قسط)

اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرہ کو خاص طور پر دوبارہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ:

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

سوال یہ ہے کہ وہ قومیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے تیار کی ہیں اور جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ عنقریب اس میں آملیں گی وہ قومیں کہاں ہیں۔ وہ کونسی قومیں ہیں۔ ان قوموں کو اس سلسلہ میں شامل کرنے کے لئے ہم پر بھی کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق وہ قومیں عنقریب اس سلسلہ میں آملیں گی۔ اس گھڑی کو قریب کس طرح لایا جاسکتا ہے۔ کیا یہ سب وعدے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنے سے پورے ہو جائیں گے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّامَاسَعٰی﴾ یعنی جو کوشش کرے گا پالے گا۔ جو کھٹکھٹائے گا اس کے لئے کھولا جائے گا۔ دین کے کام ہوں یا دنیا کے، معقول کوشش اور معقول وقت دینا شرط ہے۔

تو ہمارا جلسہ ہم سے تائید حق کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہمارا جلسہ ہم سے اسلام کا نام بلند کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہمارا جلسہ ہم سے بھرپور دعوت الی اللہ کا مطالبہ کرتا ہے اور ہم اس وقت کہہ سکیں گے کہ ہم نے اس مطالبہ کو پورا کردیا ہے کہ جب مختلف قومیں احمدیت قبول کریں اور اس جلسہ میں شامل ہوں اور ہمیں جلسہ میں شامل نظر آئیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض ملکوں کے جلسوں میں یہ نظارہ بڑی بھرپور شکل میں نظر آتا ہے اور گزشتہ چند سالوں میں وہ دعاؤں اور بھرپور کوششوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کثرت سے میٹھے پھلوں سے نوازا ہے۔

اشاعت اسلام کے کام کی پانچ شاخیں

۱۸۹۱ء میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس دعویٰ کو اپنی کتاب "فتح اسلام" میں شائع فرمایا اور امت مسلمہ کو اسلام کے غلبہ کا مژدہ سنایا۔ آپؑ نے فرمایا کہ:

"اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے"۔ (فتح اسلام)

پھر تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تائید حق اور اشاعت اسلام کا کام جو آپ کے سپرد کیا ہے اس کی پانچ شاخیں ہیں:

اول: تالیف و تصنیف کا سلسلہ

دوم: اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ

سوم: واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والوں اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والوں کا سلسلہ۔

چہارم: مکتوبات کا سلسلہ جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔

پنجم: مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ۔

فرمایا کہ یہ پانچویں شاخ خداتعالیٰ نے اپنی خاص وحی اور الہام سے قائم کی اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اس نے تیرے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔

ان پانچ شاخوں کا ذکر کرنے کے بعد آپؑ نے فرمایا:

"یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خداتعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف و تصنیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا۔ مگر خداتعالیٰ کی نظر میں یہ سب ضروری ہیں اور جس اصلاح کے لئے اس نے ارادہ فرمایا ہے وہ اصلاح بجز استعمال ان پانچ طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہوسکتی"۔ (فتح اسلام)

تیسری شاخ

اس الٰہی کارخانہ کی تیسری شاخ کا تعلق واردین، صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والوں اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والوں کا سلسلہ ہے۔ دوران سال اور جلسہ سالانہ کے موقع پر آنے والے مہمانوں کے قیام، طعام اور دیگر انتظامات کا تعلق اس تیسری شاخ سے ہے۔ اور یہ شاخ بھی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ باقی چار شاخیں اور اس شاخ نے بھی جماعت کو آپس میں باندھا ہوا ہے۔ جماعت کی زندگی کا باعث ہے اور جماعت کی زندگی کا اہم حصہ ہے۔ احمدی اگر جلسہ میں نہ شامل ہوسکیں تو اپنے اندر کچھ کمی اور کچھ خلا سا محسوس کرتے ہیں اور سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کے نتیجہ میں یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کو ایک نئی زندگی ملی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ﴾۔ اے مومنو! اللہ اور اس کے رسول کی بات سنو جب کہ وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے پکارے۔

تو ہم اپنے سالانہ جلسہ میں اس لئے شرکت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں سنیں اور ایک نئی روحانی زندگی حاصل کریں۔ ہمیں جلسہ سے پورا استفادہ کرنا چاہئے۔ جب ہم جلسہ کے اختتام کے بعد گھروں کو رخصت ہوں تو نیکیوں کو بجا لانے کا ایک نیا عزم ہمارے اندر جنم لے چکا ہو اور ہماری روحانی سطح اس سطح سے بلند ہو چکی ہو جو جلسہ پر آنے کے وقت تھی۔

مہمانوں کے قیام وطعام کا انتظام

جیسا کہ شروع میں ذکر کر چکا ہوں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماموریت کا الہام ۱۸۸۲ء میں ہوا تھا اور اس کے قریب ہی زمانہ میں آپ کو الہام ہوا کہ "وَسِّعْ مَکَانَکَ" یعنی اپنے مکان کو وسیع کرلے۔ یہ الہام اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مہمانوں کے آنے کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے اور رہائش کے موجودہ انتظامات کافی نہ ہوں گے۔ اس لئے مکان کو مزید وسیع کریں۔ چنانچہ آپ کے بہت قدیم صحابی حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحبؓ روایت کرتے ہیں کہ:

"جب حضور کو "وَسِّعْ مَکَانَکَ" کا الہام ہوا (یعنی اپنا مکان وسیع کر) تو حضور نے فرمایا کہ مکانات بنوانے کے لئے تو ہمارے پاس روپیہ ہے نہیں۔ اس حکم الٰہی کی اس طرح تعمیل کردیتے ہیں کہ دو تین چھپر بنوا لیتے ہیں۔ چنانچہ حضور نے مجھے اس کام کے واسطے امرتسر حکیم محمد شریف صاحب کے پاس بھجوایا جو حضور کے پرانے دوست تھے اور جن کے پاس حضور اکثر امرتسر میں ٹھہرا کرتے تھے تاکہ مَیں ان کی معرفت چھپر باندھنے والے اور چھپر کا سامان لے آؤں۔ چنانچہ مَیں جاکر حکیم صاحب کی معرفت امرتسر سے آدمی اور چھپر کا سامان لے آیا۔ اور حضرت صاحب نے اپنے مکان میں تین چھپر تیار کروائے۔ یہ چھپر کئی سال تک رہے پھر ٹوٹ پھوٹ گئے"۔

(سیرت المہدی حصہ اول)

شروع میں مہمان حضور کے گھر میں ہی ٹھہرتے تھے اور حضور خود ہی مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ مہمان کا استقبال کرنا، اس کو ٹھہرانا، رہائش کے لئے جگہ دینا، چارپائی بستر کا انتظام کرنا، کھانا لاکر دینا، اس کی دیگر ضروریات کا خیال رکھنا، شروع میں یہ سب فرائض آپ خود ادا کرتے تھے۔

۱۸۸۴ء میں آپ کی شادی حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوئی تو وہ مہمان نوازی کے انتظام میں آپ کے ساتھ شریک ہو گئیں اور آپ کا دست و بازو بن گئیں اور مہمان نوازی کی ذمہ داری کے بوجھ کے ایک بڑے حصہ کو خوش اسلوبی سے اٹھالیا۔ پہلے تو مہمان خال خال آتے تھے "وَسِّعْ مَکَانَکَ" کے الہام کے بعد مہمانوں کی آمد کا سلسلہ بڑھنا شروع ہوا۔ جس توسیع مکانیت کی ابتداء چھپروں سے ہوئی تھی، پھر کچے مکان بننے لگے۔ اس کے بعد پختہ مکان، پھر بڑی بڑی عمارتیں۔ پہلے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ہی ٹھہرتے تھے پھر گھر سے باہر مہمان خانہ بنا۔ لیکن تعمیرات کا یہ سلسلہ دعویٰ مسیح موعود کے کافی بعد کا ہے۔ اس سے پہلے حضور کا گھر ہی مہمان خانہ تھا۔

ماموریت کا الہام آپؑ کو ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ مسیح موعود کا دعویٰ آپ نے ۱۸۹۰ء کے آخر میں کیا۔ اس درمیانی عرصہ کے بارہ میں آپ اپنی کتاب فتح اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:

"چنانچہ ان سات برسوں میں ساٹھ ہزار سے کچھ زیادہ مہمان آئے ہونگے"۔ (فتح اسلام)

اگر حساب کیا جائے تو روزانہ اوسطاً ۲۰ یا ۲۵ مہمان بنتے ہیں۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں جہاں ضروریات زندگی بھی نایاب تھیں اور بڑے شہروں کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ مہمانوں کی اتنی بڑی تعداد کی مہمان داری کوئی معمولی بات نہ تھی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی کتاب "سلسلہ احمدیہ" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی

"حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی اور جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر یا دوسرے موقعوں پر قادیان آتے تھے خواہ احمدی ہوں یا نہ ہوں وہ آپؑ کی محبت اور مہمان نوازی سے پورا پورا حصہ پاتے تھے اور آپ کو ان کے آرام و آسائش کا از حد خیال رہتا تھا۔ آپ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا اور ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت اور مہمان نوازی میں دلی خوشی پاتے تھے۔ اوائل زمانہ کے آنے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مہمان آتا تو آپ ہمیشہ اسے مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے، مصافحہ کرتے، خیریت پوچھتے، عزت کے ساتھ بٹھاتے۔ گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے، سردیاں ہوتیں تو چائے وغیرہ تیار کروا کے لاتے۔ رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے اور کھانے وغیرہ کے متعلق مہمان خانہ کے منتظمین کو خود بلا کر تاکید فرماتے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ایک پرانے صحابی نے جو دنیاوی لحاظ سے معمولی حیثیت کے تھے خاکسار مؤلف سے بیان کیا کہ مَیں جب شروع شروع میں قادیان آیا تو اس وقت گرمی کا موسم تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ حسب عادت نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ ملے اور مجھے خود اپنے ہاتھ سے شربت بنا کر دیا اور لنگر خانہ کے منتظم کو بلا کر میرے آرام کے بارہ میں تاکید فرمائی اور مجھے بھی بار بار فرمایا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ بلا تکلف کہہ

دیں۔ پھر اس کے بعد جب مَیں سردیوں میں آیا اور نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں سونے کے لئے لیٹ گیا اور رات کا کافی حصہ گزر گیا تو کسی نے میرے کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ مَیں جب اٹھ کر گیا اور دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعودؑ بنفس نفیس ایک ہاتھ میں لالٹین لئے اور دوسرے میں ایک پیالہ تھامے کھڑے تھے اور مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمانے لگے ”اس وقت کہیں سے دودھ آگیا تھا۔ مَیں نے کہا کہ آپ کو دے آؤں کہ شاید رات کو دودھ پینے کی عادت ہو گی“۔ وہ دوست بیان کرتے تھے کہ مَیں شرم سے کٹا جا رہا تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ اپنی جگہ معذرت فرما رہے تھے کہ مَیں نے آپ کو اس وقت اٹھا کر تکلیف دی ہے۔ اس چھوٹے سے واقعہ سے آپ کے جذبۂ مہمان نوازی کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے“۔

(سیرت المہدی حصہ سوم)

جلسہ کا نظام

جلسہ کے نظام کی تصویر کشی اس وقت میرے مد نظر نہیں۔ اس وقت مَیں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک مَیں نے جلسہ کے نظام کو سمجھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تین الہام اس نظام پر حاوی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ اور اس کے سب تقاضوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ پہلا الہام ’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘ کا ہے۔ ’وَسِّعْ مَکَانَکَ‘ کے الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جلسہ سالانہ اور مہمانوں کے بارہ میں آپ کے توسط سے ہر زمانہ اور ہر ملک کی جماعت کو پہلی بنیادی راہنمائی یہ دی گئی تھی کہ رہائش اور مکانیت کو ہمیشہ وسیع کرتے چلے جانا۔ جس پر سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود عمل کیا۔ اور اس وقت دنیا بھر کی جماعتیں اس پر عمل کرتی چلی جا رہی ہیں اور ہر ملک میں جماعت کا یہ مشاہدہ ہے کہ خواہ مکانیت میں کتنی ہی وسعت پیدا کریں، کم ہی پڑ جاتی ہے۔ پھر اس کو اور وسیع کرنا پڑتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا اہم اور ابتدائی اور بنیادی الہام ’وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ‘ ہے۔ یعنی سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بد خلقی نہ کرے۔ تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔

یہ الہام بھی ۱۸۸۲ء کا ہے۔ براہین احمدیہ میں جہاں ماموریت کا الہام درج ہے ان الہامات کے ساتھ ہی یہ الہام بھی درج ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس وقت جب کہ آپ کی مجلس میں شاید دو تین آدمی ہونگے مخاطب کر کے فرمایا کہ آنے والے مہمانوں کی کثرت کو دیکھ کر تنگ نہ پڑ جانا، تھک نہ جانا، ان سے خوش خلقی سے اور بشاشت سے پیش آنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب سراج منیر میں اس پیشگوئی کو درج کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”اس پیشگوئی میں صاف فرما دیا ہے کہ وہ دن آتا ہے کہ ملاقات کرنے والوں کا ہجوم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک کا تجھ سے ملنا مشکل ہو جائے گا۔ پس تو اس وقت ملال ظاہر نہ کرنا اور لوگوں کی ملاقات سے تھک نہ جانا۔ سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے سترہ برس پہلے اس وقت بتلائی گئی کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہونگے۔ اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے“۔

تمام جماعت کے لئے اور منتظمین جلسہ کے لئے اس الہام میں عظیم الشان راہنمائی ہے کہ مہمانوں کی بہت کثرت ہوگی، ان سے ملنا مشکل ہو گا، استقبال کرنا ہو گا، خیریت پوچھنی ہو گی، رہائش مہیا کرنی ہو گی، ہر ایک کی ضروریات ہوں گی ان کو پورا کرنا ہو گا۔ لیکن اس ہجوم اور کثرت میں ہمت نہیں ہارنی، تنگ نہیں پڑنا، اکتانا نہیں، تھکنا نہیں، ہر ایک سے بشاشت اور نرمی سے پیش آنا ہے، خوش اخلاقی سے پیش آنا ہے کیونکہ وہ اللہ کا مہمان ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمان ہے۔ اس نے اللہ اور مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا ہے اور اس کو جس قدر آرام پہنچانا ممکن ہو اس کا پہنچانا ہمارے لئے باعث ثواب ہے۔

اس موقع پر بات کو مزید سمجھانے کے لئے اور اپنے اور آپ کے ازدیاد ایمان کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے دو واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یقیناً یہ دونوں واقعات مہمانوں کی قدر دانی، ان سے خوش اخلاقی اور ان کی خدمت بجا لانے کے بارہ میں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

(۱)...... حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے۔ چارپائی بچھائی جائے۔ خادموں نے کہا کہ آپ خود اپنا اسباب اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات سے رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ پر سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔ مَیں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے یہ ذکر کیا تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں کو۔ حضورؑ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا۔ حضورؑ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ مَیں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضورؑ کو آتے دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضورؑ نے یکہ پر سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا اور فرمایا کہ مَیں ساتھ ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ تھے اور وہ سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے تو حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لیا۔ حضور نے اسی وقت دو نواڑی پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کرائے اور ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے۔ اور خود ہی فرمایا کیونکہ اس طرف چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے پوچھا۔ غرضیکہ ان کی تمام ضروریات اپنے سامنے مہیا فرمائیں اور جب تک کھانا آیا وہیں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد حضورؑ نے فرمایا کہ ایک شخص جو اتنی دور سے آتا ہے راستہ کی تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرتا ہے۔ یہاں پہنچ کر سمجھتا ہے کہ اب مَیں منزل پر پہنچ گیا۔ اگر یہاں آکر بھی اس کو وہی تکلیف ہو تو یقیناً اس کی دل شکنی ہو گی۔ ہمارے دوستوں کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد جب تک وہ مہمان ٹھہرے رہے حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ روزانہ ایک گھنٹہ کے قریب ان کے پاس بیٹھتے اور تقریر وغیرہ فرماتے۔ جب وہ واپس ہوئے تو صبح کا وقت تھا۔ حضور نے دو گلاس دودھ کے منگوائے اور انہیں فرمایا یہ پی لیجئے اور نہر تک انہیں چھوڑنے کے لئے ساتھ گئے۔ راستہ میں گھڑی گھڑی ان سے فرماتے رہے کہ آپ تو مسافر ہیں آپ یکہ پر سوار ہو لیں۔ مگر وہ سوار نہ ہوئے۔ نہر پر پہنچ کر انہیں سوار کرا کر حضورؑ واپس تشریف لائے“۔

(الحکم ۲۱؍اپریل ۱۹۳۴ء)

(۲)...... دوسری روایت بھی حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے۔ اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ مَیں عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے پاس لیٹے تھے۔ اور ایک شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے اپنا لحاف بچھونا بھی طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا تھا۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا؟ اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا کیا ہے رات گزر جائے گی۔ نیچے آکر مَیں نے نبی بخش نمبردار کو برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا، لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپؑ نے فرمایا کسی اور کو دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی اور میرے اصرار پر بھی آپؑ نے نہ لیا اور فرمایا کہ کسی مہمان کو دے دو۔ پھر مَیں لے آیا“۔

یہ دونوں واقعات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم تھا کہ مہمانوں سے خوش خلقی سے پیش آنا ہے، ان سے تنگ نہیں پڑنا۔ ان کی ضروریات پوری کرنے سے تنگ نہیں پڑنا۔ ان کی عزت کرنی ہے۔ ان کی دلداری کرنی ہے۔ حضورؑ کس احسن طور پر مہمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے تھے۔ یہ دو واقعات ان کی منہ بولتی تصویر ہیں۔

تیسرا الہام جو جلسہ، مہمان خانہ، لنگر خانہ کے انتظامات پر حاوی ہے۔ یہ الہام آپؑ کو ۱۹۰۷ء کے جلسہ سالانہ کے ایام میں ہوا۔ یہ آخری جلسہ تھا جو آپ کی زندگی میں منعقد ہوا۔

اس الہام کا تعلق ایک واقعہ سے ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ جلسہ کے ایام میں ایک شام بعض مہمانوں کو کھانا نہ مل سکا۔ اور وہ بغیر کھائے سو گئے۔ اس پر آدھی رات سے کچھ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:

”یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ“

یعنی اے نبی! بھوکے اور مضطر کو کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ اسی وقت رات کو لنگر خانہ کے کارکنوں کو جگایا اور کھانا تیار کرنے کی ہدایت دی۔ اور جہاں جہاں مہمان ٹھہرے ہوئے تھے وہاں آدمی بھجوائے اور پتہ کروایا کہ کس کس نے کھانا نہیں کھایا اور سب کو کھانا کھلوایا۔

روایات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ۴ یا ۵ مہمان ہی تھے جنہوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس طرح جلسہ کے انتظام کرنے والوں کے تین بنیادی اصول اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ مقرر فرمائے ہیں:

(۱)...... ”وَسِّعْ مَکَانَکَ“ رہائش کے انتظام کو ہمیشہ وسیع کرتے چلے جائیں۔

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں

پارکنگ، پٹرول اور وقت بچایئے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔

عمرہ، حج، جلسہ سالانہ قادیان اور عید پر پاکستان جانے کے لئے ابھی سے اپنی نشست بُک کروالیں

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

(۲)...... "وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ" آنے والے مہمانوں کی کثرت کو دیکھ کر تنگ نہ پڑ جانا، تھک نہ جانا، ان سے خوش خلقی سے پیش آنا اور بشاشت سے ان کی خدمت بجالانا۔

(۳)...... "يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَ". کوئی بھوکا نہ رہے۔

یہ تین اصول دراصل سبھی انتظامات پر حاوی ہیں۔ انتظامات کا الگ الگ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ آپ جلسہ میں ان کو کام کرتے ہوئے خود دیکھ رہے ہیں۔

جلسہ سالانہ

امت واحدہ کے قیام کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض ساری دنیا کو ایک امت میں تبدیل کرنا تھا۔ جن کا خدا ایک ہو، جن کا رسول ایک ہو، جن کا ایمان ایک ہو، جن کا دل ایک ہو، جو اخوت، محبت اور ایثار سے بنی ہوئی ایک نہ ٹوٹنے والی زنجیر میں پروئے ہوئے ہوں۔ اس عالمی بھائی چارے کی تشکیل اور تعمیر میں ہمارا جلسہ سالانہ ایک بنیادی کردار ادا کر رہا ہے۔ جلسہ کے اس پہلو کو مزید واضح کرنے کے لئے مَیں آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو اقتباسات پیش کرنا چاہتا ہوں جو جلسہ سالانہ یوکے ۱۹۹۴ء اور ۱۹۹۵ء کے افتتاحی خطابات سے لئے گئے ہیں۔

(۱) ...... جلسے کا نظام عالمی بھائی چارے کو تقویت دینے اور اخلاقی لحاظ سے ایک عالمی معیار پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری ہے"۔

"جماعت بحیثیت جماعت احمدیہ ایک اسلامی کردار کی حامل ہے اور یہی کردار در حقیقت آپ کا تشخص بن رہا ہے اور بنتا چلا جائے گا۔ یہی کردار جس کے تشخص کو نمایاں کرنے کے نتیجہ میں ایک عالمی برادری وجود میں آئے گی اور اس کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کردار کی تعمیر میں اور اس کے تشخص کو نمایاں کرنے میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے سالانہ جلسے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتے ہیں اور جس طرح مجلس شوریٰ ایک خاص دائرے میں خلافت کی نمائندہ اور دست و بازو بن جاتی ہے اسی طرح یہ جلسے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خلافت کے قیام اور استحکام اور اسی کے فوائد کو عام طور پر جاری کرنے میں بہت ہی ممد ثابت ہوتے ہیں "۔(الفضل انٹرنیشنل ۱۲/تا ۱۸/اگست ۱۹۹۴ء صفحہ ۶،۷)

(۲)...... "وہ عالمی ادارہ جس کا نام اقوام متحدہ ہے جس کو "یونائیٹڈ نیشنز" کہا جاتا ہے وہ پھٹے ہوئے دلوں کا مصنوعی طور پر باندھا ہوا ایک مجموعہ ہے۔ اس کے سوا اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں۔ کوئی ایک بھی قوم اس میں ایسی نہیں جو جذبۂ ایثار کے ساتھ آراستہ ہو، جو جذبۂ ایثار میں سرشار ہو کر بنی نوع انسان کو اکٹھا کرنے کے ارادے کے ساتھ اس عالمی ادارہ میں شامل ہو......... اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو محمدؐ اور اللہ کی یونائیٹڈ نیشنز ہو گی اور تمام کائنات پر چھا جائے گی، ہر دل کو باندھ دے گی، ہر وجود کو ایک کر دے گی۔ ساری قومیں اسی ایک چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ خدا کرے کہ جلد از جلد وہ دن آئیں۔ ہمیں اس کی تیاری کرنی ہے۔ ہمارے سپرد یہ کام سونپا گیا ہے۔ پس اپنی حقیقت کو پہنچانیں ۔ان توقعات پر نظر ڈالیں جو آپ سے وابستہ ہیں اور کوئی ان توقعات کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں نہیں آئے گا۔

(اقتباس از افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۵ء۔خطاب مورخہ ۲۸/جولائی ۱۹۹۵ء)

آخر پر گزارش کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق "اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں"۔

☆...... یہ جلسہ موقع ہے اپنے علم کو بڑھانے کا۔

☆...... یہ جلسہ موقع ہے مزید تربیت حاصل کرنے کا۔

☆...... یہ جلسہ موقع ہے ان دعاؤں سے حصہ پانے کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کیں۔ جو شروع میں مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں آپ کو پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ اس سے بڑھ کر کیا دعا ہو گی۔ آپؑ نے فرمایا:

"اس جلسہ پر جس قدر احباب لِلّٰہ تکلیف اٹھا کر حاضر ہوئے۔ خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین"۔

بقیہ:حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر ۱۶

"آپ کے مدرسوں نے روس کو نہیں روکا۔ اگر روکا ہوتا تو ہلاکو خان بغداد میں مسلمانوں کی لائبریریاں نہ جلاتا۔ سب کو پتہ ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد میں کونسی دو جماعتیں ملوث ہیں۔ ایجنسیوں کا نام لینے کی بجائے ان کا نام لیں۔ اکوڑہ خٹک میں کونسا جہاد ہو رہا ہے ہم جانتے ہیں۔ ہم جہادی و غیر جہادی، مذہبی و غیر مذہبی کسی کو ہتھیار اٹھا کر نہیں چلنے دیں گے .... عوام کو پتہ ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔ عوام نے اگر آپ کو اعتماد کا ووٹ دیا ہوتا تو آج مذہبی جماعتیں برسر اقتدار ہوتیں......... یونیورسٹیوں میں پہلے کون اسلحہ لے کر گیا تھا یہ بھی قوم کو بتائیں۔ ہمیں آج یونیورسٹیوں میں رینجرز کیوں تعینات کرنے پڑ رہے ہیں۔ یہ بدعت کس نے پھیلائی ہے سب کو پتہ ہے۔ آپ قوم میں مایوسی نہ پھیلائیں"۔ ('نوائے وقت' لاہور۔ ۱۴/جنوری ۲۰۰۱ء صفحہ ۶تا ۱۶)

بقیہ:درثمین فارسی کے محاسن
از صفحہ نمبر ۴

باشد کہ طے شود ورق علم و فضل من
حمد ترا بفضل تو (و) نہ (بہ) فضل خود
نشکفت جز شکوفہ حمد و ثنائے تو
درباغ کن نہال قلم چون کشید قد
ہستی برای ثبت ثنایت صحیفہ ایست
کاغاز آن ازل بود انجام آن ابد
درجنب آن صحیفہ چہ باشد اگر بفرض
سد نامہ در ثنای تو انشا کند خرد
بالذات واحدی تو و اعداد کون را
نبود جز اختلاف ظہور تو مستند
رخسار وحدت تو جمال دگر گرفت
در دیدۂ شہود ز خال و خط عدد
از کثرت زبد نشود بحر مختفی
بحر حقیقتی تو و عالم ہمہ زبد
برآفتاب سایہ نیفتاد اگرچہ شد
ممدود برسر الفش سایبان مکر
عنوان نامۂ کرم و فضل نام تست
خوش آنکہ شد بنامہ و نام تو نامزد

(دیوان کامل جامی صفحہ ۳۴)

☆...... آج کل ایران میں صد (بمعنی سو) کو ص کی بجائے سین سے لکھتے ہیں۔

یعنی اس سے پہلے کہ مَیں سیاہی سے قلم کی مدد کروں (یعنی دوات میں قلم ڈالوں) تجھ سے مَیں اے یکتا صاحب فضل تیرے فضل کی امداد کا سوالی ہوں۔ اس طرح ممکن ہے میرے علم و فضل کو کامیابی حاصل ہو کیونکہ تیری حمد تیرے فضل و کرم سے ہی کہی جاسکتی ہے نہ کہ اپنے علم و فضل سے۔ جب ارشاد الٰہی کن کے باغ میں قلم کے درخت نے قد پکڑ لیا تو اس سے تیری حمد و ثنا کے سوا اور کوئی شگوفہ نہ پھوٹا۔ یہ عالم کائنات تیری ثنا لکھنے کے لئے ایک ایسی کتاب ہے جس کی ابتدا ازل سے ہوئی اور خاتمہ ابد کو ہی ہو گا (یعنی کبھی نہیں ہو گا)۔ اگر بفرض محال کوئی صاحب عقل تیری ثنا میں سینکڑوں مسودے بھی لکھ ڈالے تو اس کتاب فطرت کے مقابلہ میں اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ تو اپنی ذات میں اکیلا ہے اور کائنات کے تمام افراد تیرے مختلف جلووں کے ہی مظاہر ہیں۔ ان مختلف شکلوں اور صورتوں کے ذریعہ شاہد کے درجہ پر پہنچے ہوئے لوگوں کی نگاہ میں تیری وحدت کے جلوے نے نیا حسن اختیار کر لیا ہے۔ جھاگ کی زیادتی کی وجہ سے سمندر نہیں چھپ سکتا۔ تو حقیقت کا سمندر ہے اور یہ سب عالم کائنات جھاگ کی حیثیت رکھتا ہے (لہذا تجھے نہیں چھپا سکتا)۔ اگرچہ آفتاب کے الف پر مدّ کا سائبان پھیلا ہوا ہے پھر بھی وہ آفتاب پر سایہ نہیں ڈال سکا (یعنی اسے چھپا نہیں سکا)۔ تیرا نام فضل و کرم کا عنوان ہے۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو تیرے فرمان اور تیرے نام سے منسوب ہو جائے'۔

دیکھئے صنائع بدائع اور دوسرے فنون بلاغت کی بھرمار نے کس طرح معانی (یعنی اصل مقصد مدح) کو نظروں سے اوجھل کر دیا ہے۔ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے نہایت خوبصورت اور شاندار ہیں لیکن محامد باری تعالیٰ تلاش کرنے کی کوشش کی جائے تو کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ لفظ لفظ سے اپنے تبحر علمی کا تفاخر ٹپکتا ہے۔ تمام اشعار حمد باری تعالیٰ کے بیان کی بجائے اپنی فضیلت اور قابلیت کا مرقع نظر آتے ہیں۔ بے شک ثنا کا لفظ بار بار آیا ہے لیکن کسی قابل ثنا صفت کا ذکر کہیں نہیں۔ دیدہ شہود نے جمال کا نیا رنگ پکڑا۔ لیکن جمال کا ہلکا سا خاکہ بھی اس نظم میں کہیں نہیں ملتا۔ بے شک ذات باری تعالیٰ دنیا کی جھاگ سے نہیں چھپ سکتی لیکن وہ کونسی صفات ہیں جن کے ذریعہ صفات باری تعالیٰ کا جلوہ دکھائی دیتا ہے، ان کا بیان نہیں۔ حالانکہ ذات باری تعالیٰ کا ادراک اس کی صفات کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اس اقتباس میں ان کی جھلک بھی کہیں نظر نہیں پڑتی۔ سب شعر علم بلاغت میں مولانا کی مہارت کو ضرور نمایاں کرتے ہیں لیکن اکثر شعروں کا حمد سے کوئی تعلق نہیں۔

مثلاً نواں شعر دیکھئے۔ فرماتے ہیں آفتاب کے الف پر جو مدّ ہے اس سے آفتاب نہیں چھپ سکتا۔ اسے ذات باری تعالیٰ کے مخفی نہ رہ سکنے کی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس مدّ کے مقابلہ میں وہ کونسی چیز ہے جو ذات باری تعالیٰ کو چھپا نہیں سکتی۔ اگر کہا جائے کہ مدّ سے مراد صفات ہیں تو وہ تو الٹا اس ذات بے مثال کو ظاہر کرنے کا ذریعہ ہیں، نہ چھپانے کا۔ بفرض محال انہیں چھپانے کا ذریعہ ہی سمجھ لیا جائے تو کیا وہ صرف اتنی ہی کم اور معمولی سی ہیں جتنی آفتاب کی مدّ ہے۔ یہ تو حمد نہ ہوئی۔ نعوذ باللہ مذمت ہو گئی۔ یہی مجاز کو حقیقت سے بڑھانے کا رجحان ہے جس کا رونا مولانا محمد حسین صاحب آزاد نے رویا تھا۔ اور یہی رجحان جب غالب آجائے تو کلام کو مہمل بنا دیتا ہے۔ الفاظ کی پیچیدگیاں صرف دماغی تعیش کا سامان مہیا کرتی ہیں لیکن ان سے مفید مطلب کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ ہاں صورت کے بچاریوں کی واہ واہ ضرور ملتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بظاہر سادہ لیکن معانی سے لبریز ہے۔ الفاظ بھی موتیوں کی لڑیوں کی طرح مربوط اور نگینوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ کا کلام سلاست بیان کا بہترین نمونہ ہے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY, LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب

محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب زندگی کے ہر پہلو سے ایک مثالی اور ممتاز شخصیت تھے۔ اُن کی معاشرتی زندگی، دینی اسلوب، علمی کاوشیں، اخلاق اقدار بالخصوص عجز اور انکسار قابل رشک حد تک نمایاں ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کامیابی اور نمایاں حیثیت ایک کامیاب ترین داعی الی اللہ کی تھی۔ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے مختلف شماروں میں محترم ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں جو مضامین شائع ہوئے ہیں انہیں یکجائی طور پر ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب کے بھائی مکرم کرنل ایاز محمود احمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب ۲۳؍مارچ ۱۹۴۳ء کو ویروال افغاناں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہمارا گھرانہ پہلے لاہور آگیا اور پھر زرعی زمین کی وجہ سے سمندری میں منتقل ہوگیا اور ۱۹۵۱ء میں ربوہ میں رہائش پذیر ہوا۔ تاہم حمید جو اُس وقت سمندری میں چوتھی جماعت میں زیر تعلیم تھے اس لئے ربوہ نہ آسکے کہ آپ کے ہیڈ ماسٹر صاحب کی خواہش تھی کہ آپ چوتھی جماعت کا وظیفہ کا امتحان اُن کے سکول کی طرف سے دیں۔ اس امتحان میں آپ نے وظیفہ حاصل کیا اور پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں پانچویں جماعت میں داخل ہوگئے۔ آپ کے اساتذہ ہمیشہ آپ کی تعریف کرتے رہے۔

۱۹۵۲ء میں ہمارے والد محترم خان عبدالمجید خان صاحب نے دارالنصر ربوہ میں اپنا مکان تعمیر کرلیا۔ گھر کے ساتھ ایک خالی پلاٹ میں ہم بھائیوں نے اپنے ہاتھوں سے ایک تھڑا بنایا جس کیلئے پتھر قریبی پہاڑی سے اکٹھے کرکے لائے اور پھر اُس پر لپائی کردی۔ یہ اس محلہ کی پہلی مسجد تھی۔ گرمیوں میں یہاں صرف تین نمازیں ادا کی جاسکتی تھیں۔ حمید اور میں اذان دینے کے بعد انتظار کرتے کہ شاید کوئی اور نمازی آجائے۔ چند ماہ بعد جب قریب قریب کئی اور گھر بھی بن گئے تو وہاں باقاعدہ نماز باجماعت کی ادائیگی شروع ہوگئی۔

۱۹۵۸ء میں میٹرک کے امتحان میں آپ نے پنجاب بھر میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر میڈیکل مضامین میں داخلہ لے لیا۔ اُس وقت تعلیم الاسلام کالج میں بیالوجی کا کوئی استاد نہ تھا۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ پرنسپل تھے، آپؒ کے ارشاد پر حمید خود کتاب سے لیکچر تیار کرتے اور اگلے روز اپنی کلاس کے دوسرے طلباء کو لیکچر دیدیتے۔ ۱۹۶۰ء میں F.Sc کے امتحان میں وہ پنجاب بھر میں اوّل آئے اور قومی اخبارات میں یہ خبر اُن کی تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی اور ریڈیو پر نشر ہوئی۔ پھر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے پرنسپل نے خط لکھا کہ اُن کی خواہش ہے کہ حمید اُن کے کالج میں داخل ہوں۔ میڈیکل کالج میں بھی آپ نے اپنا معیار برقرار رکھا۔ اظہار تشکر کے لئے ایک سال فضل عمر ہسپتال میں خدمت کی۔ ہاؤس جاب امریکہ میں کیا۔ پھر انگلینڈ جاکر ایک سال میں MRCP کی ڈگری حاصل کی اور مختلف جگہوں پر کام کرنے کے بعد ہارٹلے پول میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

حمید کی نمایاں خوبی یہ بھی تھی کہ کبھی وقت ضائع نہیں کرتے تھے، سچائی پر ہمیشہ کاربند رہے، گھر کے کاموں کے علاوہ دینی کاموں میں حصہ لینا روز کا معمول تھا۔ فٹ بال کے بھی بہت اچھے کھلاڑی رہے۔ خوش مزاج مگر خاموش طبع انسان تھے، لوگوں سے اُن کی ذہنی سطح کے مطابق گفتگو کرتے۔ آپ کی شادی ۳۱؍جنوری ۱۹۶۹ء کو محترم بریگیڈیئر وقیع الزمان خان صاحب کی صاحبزادی ساجدہ سے ہوئی۔ دونوں میاں بیوی کو ہارٹلے پول میں انگریزوں کی جماعت قائم کرنے میں جو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی اس کے پیچھے حمید کی گہری محنت اور ان کا صالح عملی کردار شامل تھا۔ ایک انگریز احمدی نے بتایا کہ مَیں کئی سال تک ڈاکٹر حمید کی زندگی کے اصول، اخلاق اور ہر پہلو کو دیکھتا رہا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ جس مذہب پر ڈاکٹر حمید صاحب قائم ہیں وہ یقیناً ایک بہت ہی اچھا نمونہ ہے چنانچہ جونہی ایک دن ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے اسلام کے موضوع پر بات کی اور احمدیت کا پیغام پہنچایا تو مَیں جیسے منتظر ہی بیٹھا تھا کہ ڈاکٹر صاحب بات کریں تو مَیں اس کو قبول کروں۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے گھر میں ایک بہت بڑا گیراج جماعتی مرکز کے طور پر وقف کر رکھا تھا جس میں نمازیں بھی ہوتی ہیں، لائبریری بھی قائم ہے، ایم۔ٹی۔اے بھی لگا ہوا ہے، عورتوں کے لئے پردہ کا بھی انتظام ہے۔ اُن کا گفتگو کا انداز اپنی فطری خوش مزاجی کے ساتھ دلکش تھا۔ ایک اہم خوبی مہمان نوازی کی غیر معمولی صفت بھی تھی۔ اُن کا مقولہ تھا کہ اگر کوئی شکایت ہو تو مہمان ہمیشہ حق بجانب ہوتا ہے۔ جن انگریزوں کو آپ نے احمدی بنایا پھر اُن کی تربیت میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی چنانچہ اُن کی وفات کے بعد ایک نو احمدی انگریز محترم بلال ایٹکنسن صاحب کو صدر جماعت مقرر کیا گیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کی وفات کے بعد انگریز احمدیوں نے جس طرح غسل، تکفین و تدفین وغیرہ کے انتظامات کئے انہیں دیکھ کر حیرانی ہوتی تھی کہ محترم ڈاکٹر صاحب نے ان سب کو جماعتی تنظیم اور دینی ضروریات کی ساری باتیں پہلے سے سمجھا رکھی تھیں۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے احمدیوں کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کے طور پر حاصل کر رکھا تھا۔ محترم بلال صاحب کو جب ڈاکٹر صاحب کے پاس بیٹھ کر سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے ہم نے دیکھا تو حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ نے بڑی خوشگوار حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ ہے ڈاکٹر حمید کی کامیابی۔ اسی طرح ہسپتال کی میٹرن محترمہ پام صاحبہ بھی ہارٹلے پول کی ابتدائی احمدیوں میں سے ہیں اور ربوہ بھی کئی بار آچکی ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب جتنے دن ہسپتال میں رہے، موصوفہ اپنی ڈیوٹی کے دوران بار بار آپ کے پاس آتیں اور ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد تو وہیں آجاتیں۔ ڈاکٹر صاحب کی آخری سانسوں کے وقت وہ نمناک آنکھوں سے شفقت سے آپ کو سہلا رہی تھیں۔ ایسی ہی محبت اور دلی جذبات کا اظہار سبھی انگریز مرد و خواتین کرتے رہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب اپنی والدہ کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ والدہ کوئی اشارہ بھی کردیں تو فوراً تعمیل کرتے۔ اسی وجہ سے والدہ صاحبہ بھی سال کا بیشتر حصہ انہی کے پاس گزارتی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت سیدہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ بھی ان کے پاس قیام فرمارہتیں۔ اُن کی شادی کے بعد تو اُن کا احترام گویا ڈاکٹر صاحب نے اپنے اوپر فرض کرلیا تھا۔

محترم ڈاکٹر صاحب خلفائے کرام سے گہری عقیدت اور مثالی محبت رکھتے تھے۔ جب بھی خلفاء کرام کی آمد کی اطلاع ملتی تو خوشی سے دیوانہ ہوجاتے اور خود سارے انتظامات کی نگرانی کرتے، سب گھر والوں کی ڈیوٹیاں لگاتے اور اپنے ہاتھ سے باتھ روم تک صاف کرتے تو تسلی ہوتی۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۹؍جون ۲۰۰۰ء میں محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کے بیٹے مکرم عابد وحید احمد خان صاحب رقمطراز ہیں کہ ہارٹلے پول میں جماعت احمدیہ کا قیام میرے والدین کی انتھک کوششوں اور دعا کا نتیجہ ہے۔ میرے والد کی دل موہ لینے والی شخصیت، ذاتی کشش، حسن اخلاق اور دوسروں پر اپنی محبت نچھاور کرنے والی خوبیاں تھیں، وہ ایک کم گو اور خاموش طبع انسان تھے جبکہ میری والدہ اپنے انداز بیان میں پُرکشش شخصیت کی مالک تھیں اور ایک سرگرم اور پُرجوش داعی الی اللہ تھیں۔ میرے والد صاحب اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے بعد میری والدہ صاحبہ کے ساتھ مل کر انگریز دوستوں سے رابطے کرتے اور انہیں گھر پر مدعو کرتے۔ یہ سلسلہ اکثر رات بہت دیر تک بحث و مباحثہ کی صورت میں جاری رہتا۔ انگریزوں کے چہرے بتاتے کہ ان ملاقاتوں کے بعد وہ گہری سوچ میں گم ہوجاتے۔ اُن کی خواتین کی میری والدہ سے علیحدہ نشستیں ہوتیں۔

میرے والد صاحب خلافت سے غیر معمولی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ یہ حضور انور کی شفقت اور میرے والد کی بے پناہ محبت تھی کہ حضور انور اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود چند روز کے لئے ہمارے پاس تشریف لاتے رہے۔ اُن کی وفات پر حضور انور نے اُن کی مہمان نوازی کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بالکل حقیقت ہے۔ اُنہیں یقین تھا کہ اگر مہمان خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔ وہ دیگر دوستوں اور جماعت کے بزرگان کی آمد پر بھی نہایت گرمجوشی سے اُن کی خدمت بجالاتے۔

میرے والد کی گھریلو زندگی بہت سادہ تھی، میری والدہ کے ساتھ اُن کا حسن سلوک مثالی تھا۔ بچوں کی تمام ضروریات بڑی توجہ کے ساتھ پوری کرتے۔ دینی معاملات میں کبھی سختی نہ کرتے۔ ہر سمجھانے والی بات تمثیلات اور نتائج کے زمرہ میں لاکر ذہن نشین کرواتے۔ انہوں نے اپنی وفات سے قبل مجھے تین سنہرے اصول اپنانے کیلئے بتائے یعنی

۱۔ زندگی کے ہر طرز عمل میں انکساری ہو اور تکبر یا غرور کبھی نزدیک نہ آنے دیا جائے۔

۲۔ استقلال اور استقامت انسانی کردار کی بنیاد ہے۔ اس میں لغزش کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔

۳۔ سچائی اور صداقت کا دامن کبھی نہ چھوڑنا اور اصل سچائی آزمائش کے وقت ہے۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۰؍اگست ۲۰۰۰ء میں مکرم مبارک احمد عابد صاحب کی خوبصورت نظم سے چند اشعار ہدیۂ قارئین ہیں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور، ہارٹلے پول کے کنول محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کا تشکر نامہ (بچشم تصور) پیش کیا گیا ہے:-

میرا جیون تیرے الطاف کا ممنون رہا
مجھ پہ احسان ہے کہ آج بھی محبوب کہا
مجھ پہ ہوتا نہ اگر تیری دعاؤں کا سحاب
میرے آقا! مَیں کنول تھا نہ تر و تازہ گلاب
مجھ کو وہ پیارا ہے جو تجھ سے محبت رکھے
تیرے سائے کو خدا اس پہ سلامت رکھے
میرے اشجار کے اثمار نچھاور تجھ پر
میرے آقا! مرا گھر بار نچھاور تجھ پر
ان دعاؤں کے جو اثمار ہمیں مل جائیں
ہم مزاروں میں بھی مدفون کنول کھل جائیں

❁ ❁ ❁

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۸؍جولائی ۲۰۰۰ء میں محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کے بارہ میں محترم بلال احمد ایٹکنسن صاحب کے ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ (از مکرم کرنل ایاز محمود خان صاحب) شائع ہوا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ تقریباً ۲۷ سال پہلے (۱۹۷۳ء میں) محترم ڈاکٹر صاحب اپنی اہلیہ اور دو کمسن بچوں کے ساتھ ہارٹلے پول شہر میں ایک اجنبی کی طرح داخل ہوئے لیکن چند ہی برسوں میں یہاں کی معروف اور پسندیدہ شخصیت بن گئے۔ محترم

ڈاکٹر صاحب اپنے کردار کی مضبوطی اور اصول پرستی کے علاوہ اپنے شرمیلے انداز اور خوبصورت اخلاق کی بدولت دوسروں کے لئے پُرکشش اور پیشہ کے لحاظ سے قابل احترام تھے۔ ۱۹۷۵ء میں انہیں اعلیٰ کارکردگی کی بنیاد پر پولیس سرجن کے عہدہ پر متعین کردیا گیا جس سے اُن کے رابطے زیادہ وسیع ہوگئے۔ اپنی آمد کے کچھ ہی عرصہ بعد انہوں نے دعوت الی اللہ شروع کردی تھی۔ اُن کو پہلا پھل ۱۹۸۱ء میں ملا۔ یہ محترمہ پام ایلڈر صاحبہ (Pam Elder) تھیں۔ اس موقعہ پر حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ بھی ہارٹلے پول میں موجود تھے۔ ہارٹلے پول کے انگریز مردوں میں احمدیت کی برکات حاصل کرنے کی سعادت سب سے پہلے مکرم سٹوآرٹ لاسن صاحب (Stuart Lawson) کو حاصل ہوئی۔

محترم ڈاکٹر صاحب کی دعوت الی اللہ کی مساعی اُن کے تقویٰ کی مظہر تھی۔ انہوں نے جو کہا اُس کا مؤثر عملی نمونہ خود پیش کردیا۔ یہ ناممکن تھا کہ اُن سے ملاقات کے بعد کوئی اُن کی شخصیت اور کردار سے متأثر ہوئے بغیر رہ سکے۔ اُن کی کامیاب زندگی کا بنیادی سبب اُن کا اللہ تعالیٰ کی ہستی پر غیر متزلزل ایمان، سچی اور کامل اطاعت تھا۔ وہ خلیفہ وقت کے وفاشعار خادم اور مثالی پیروکار تھے۔ مجھے اُن کے ساتھ بیرون ملک اور انگلستان میں بہت سے مقامات پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ معاملہ فہمی میں اُنہیں کمال دسترس حاصل تھی۔ ہر ایک اُن کا مداح بن جاتا۔ جہاں عمومی زندگی میں وہ بہت شرمیلے تھے وہاں دینی معاملات میں ایک نڈر، بہادر اور بے خوف ذات کے مالک تھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ بیشتر اوقات اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعائیں قبول فرمائیں اور معجزانہ رنگ میں نصرت فرمائی۔

ہارٹلے پول کی جماعت کے لئے ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ وہ ہارٹلے پول کا محبوب ہے اور ہمارے دلوں کی دھڑکنوں میں ہے۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍اگست ۲۰۰۰ء میں محترم ڈاکٹر حمید احمد خان صاحب کے ایک استاد اور صدر محلّہ محترم محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب رقمطراز ہیں کہ محترم ڈاکٹر صاحب کلاس میں بڑی سنجیدگی، توجہ اور وقار سے بیٹھتے تھے۔ میرے محلّہ میں رہتے تھے۔ ان کے دینی شوق اور نیکی کو دیکھ کر مَیں درس دینے کا کام ان سے لیا کرتا تھا۔

ایک دفعہ مَیں سحری سے قبل محلّہ کا دورہ کر رہا تھا۔ مکانات اس وقت ابھی تھوڑے تھے۔ جب مَیں ان کے مکان کے قریب پہنچا تو مجھے جنوب کی طرف رقت بھری ہچکیوں کی آواز سنائی دی جیسے کوئی آہ وزاری سے دعائیں کر رہا ہو۔ مَیں اُس آواز کی طرف چل پڑا۔ جب آگے گیا تو حمید احمد خان میری طرف آرہے تھے۔ شرمندہ تھے کہ اُن کی تنہائی میں دعائیں کرنے کا علم مجھ کو ہوگیا۔ مجھے رشک آیا کہ کس طرح یہ جوانی میں دعاؤں کا جذبہ رکھتے ہیں۔

حمید احمد خان کے والد پاکستان بننے سے قبل اپنے علاقہ میں جاگیردار تھے لیکن لباس اور رہن سہن بڑا سادہ تھا۔ پاکستان بننے کے بعد انہیں ابتلا سے گزرنا پڑا لیکن ایسے وقت میں بھی اپنی وضعداری میں کوئی فرق نہ آنے دیا اور اپنی حالت کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ یہی کیفیت حمید احمد خان کی والدہ کی تھی۔ ہمارے محلّہ میں یہ جوڑا مثالی تھا۔ ضعفاء اور غرباء سے بلاتکلف میل جول رکھتے اور دینی کاموں میں خوب دلچسپی لیتے۔ آخری بات یہ ہے کہ اولاد کے لئے حسن تربیت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے، جس نے اپنی اولاد کو سنبھال لیا اور مؤدب بنایا اُس کے تمام بدخواہ ناکام ہوجائیں گے۔

❁ ❁ ❁

مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی

روزنامہ 'الفضل' ربوہ ۲۲؍مئی ۲۰۰۰ء میں محترم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم فرید احمد ناصر صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم ۱۹۳۴ء کے بعد ایک احمدی دوست سے "دعوۃ الامیر" لے کر پڑھنے کے بعد احمدیت کی طرف مائل ہوئے اور پھر سیالکوٹ کی کبوتراں والی مسجد میں حضرت مولوی غلام رسول راجیکی صاحبؓ کا درس قرآن سن کر آپ کے دل کی کایا پلٹ گئی۔ پھر ایک خواب دیکھنے کے بعد ۱۹۳۵ء میں چودہ سال کی عمر میں آپ نے احمدیت قبول کرلی۔ جنوری ۱۹۴۳ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے دیہاتی مربیان کی سکیم جاری فرمائی تو آپ نے بھی لبیک کہا اور ابتدائی دیہاتی مربیان کے گروپ میں شامل ہوئے۔ اس گروپ کو خود حضرت مصلح موعودؓ بھی تعلیم دیتے رہے۔ آپ نے متعدد علمی مضامین لکھے جو جماعتی اخبارات و رسائل کی زینت بنتے رہے۔ ۱۲؍فروری ۱۹۹۷ء کو آپ نے وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

❁ ❁ ❁

محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۰؍جون ۲۰۰۰ء میں محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب کی وفات کی خبر شائع ہوئی ہے۔ آپ ۱۷؍جون ۲۰۰۰ء کو ۸۴ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ کی اندرونی چاردیواری میں عمل میں آئی۔ آپ ۱۳؍مارچ ۱۹۱۶ء کو محترم پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپوری کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام عبدالرب تھا جو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک رؤیا کی بناء پر عبدالرحیم احمد رکھ دیا۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی۔اے کیا اور یونیورسٹی میں دوم رہے۔ ۱۹۳۶ء میں آپ نے اپنی زندگی وقف کردی۔ یکم جولائی ۱۹۴۰ء سے خدمت کا آغاز کیا جو ۳۱؍دسمبر ۱۹۸۵ء تک جاری رہا جس کے بعد دل کے عارضہ کے باعث آپ صاحب فراش ہوگئے۔ ابتدائی دس سال آپ نے سندھ میں تحریک جدید اور حضرت مصلح موعودؓ کی زمینوں کی نگرانی کی۔ ۱۹۵۰ء میں تحریک جدید کے وکیل التعلیم مقرر ہوئے اور پھر وکیل الزراعت اور وکیل الدیوان بنائے گئے۔ دو بار قائمقام وکیل اعلیٰ بھی رہے۔ صاحب فراش ہونے کے بعد آپ کو حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات کے انگریزی تراجم کرنے کی سعادت بھی ملی۔

۲۲؍مارچ ۱۹۴۰ء کو آپ کو نکاح حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی بیٹی صاحبزادی محترمہ امتہ الرشید صاحبہ سے پڑھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نواسی ہیں۔ اُن کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنے تعزیتی مکتوب میں تحریر فرمایا: "مَیں اُن کی نیک طبیعت اور میٹھے، دھیمے مزاج اور خادم دین ہونے کے حوالہ سے اُن کے لئے محبت و احترام کے جذبات رکھتا ہوں"۔

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍جولائی ۲۰۰۰ء میں مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب نے محترم میاں صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ آپ کی کوٹھی کے ایک کمرہ میں آپکے والد محترم رہائش پذیر تھے اور ایک کمرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب قیام رکھتے تھے۔ یہ کوٹھی کتنے ہی نابغہ روزگار افراد کو سمیٹے ہوئے تھی جس کا مطلب تھا کہ گھر والوں کے دل کشادہ ہیں۔ کئی بار میاں صاحب نے راہ چلتے ہمیں روک لیا کہ آیئے اکٹھے کھانا کھائیں، آج گھر میں اَور کوئی مہمان نہیں ہے۔ برسوں بعد اُن کی بیٹی نے اپنے ابا کو یاد کرتے ہوئے بیان کیا کہ ابا تو جب تک کسی مہمان کو ساتھ بٹھا کر کھانا نہ کھلائیں، اُن کا لقمہ حلق سے نہیں اترتا تھا۔

❁ ❁ ❁

محترم مکھیا قمرالدین صاحب

محترم منشی قمرالدین مکھیا صاحب قصبہ انچولی ضلع میرٹھ کے ساکن تھے۔ والد کا نام ممتاز علی تھا۔ آپ کے آباؤاجداد سمرقند سے ہجرت کر کے یوپی میں آکر آباد ہوئے اور بالآخر دہلی سے پچاس میل دُور واقع قصبہ انچولی کو مستقل مسکن بنالیا۔ محترم منشی صاحب کے والد آپ کے بچپن میں ہی وفات پاگئے اور آپ کی پرورش چچا نے نہایت محبت سے کی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ کو دعوت الی اللہ کے لئے انچولی بھیجا تو جلد ہی محترم منشی قمرالدین صاحب نے بھی ۱۹۱۴ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے دَور میں احمدیت قبول کرنے توفیق پالی۔ اس کے بعد مخالفت کا ایک شدید طوفان اٹھا جس نے محبت کرنے والے چچا کو بھی دشمن بنادیا اور اُس نے آپ کو ایک کمرہ میں قید کردیا۔ آپ تین ماہ قید رہے اور پھر چچا نے کسی کے سمجھانے پر اس لئے آپ کو رہا کردیا کہ چچا کی نرینہ اولاد نہیں تھی اور اپنے سہارے کے لئے اُسے کسی کی ضرورت تھی۔ آپ نے بھی چچا کی بہت خدمت کی۔ چچا کی وفات کے بعد آپ کے ایک رشتہ کے نانا نے کمشنر کو درخواست دی کہ اُسے علاقہ کا مکھیا (اعزازی عہدہ جس کی بہت اہمیت تھی) مقرر کردیا جائے کیونکہ متوفی کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے اور دو بھتیجے بھی نیم پاگل ہیں۔ چنانچہ اُسے مکھیا بنادیا گیا۔ لیکن چونکہ وہ احمدیت کا شدید دشمن تھا اس لئے محترم قمرالدین صاحب کو بہت فکر لاحق ہوئی اور آپ نے اس بارہ میں اپیل کی جس پر کمشنر نے رائے شماری کروائی تو چار ہزار سے زیادہ ووٹ لے کر قمرالدین صاحب مکھیا منتخب ہوگئے۔ اس کے بعد انچولی میں تربیتی جلسے اور مناظرے کھلے عام آپ کی نگرانی میں ہونے لگے اور دعوت الی اللہ کا دروازہ کھل گیا۔ نمازوں کا مرکز بھی آپ کا ہی گھر تھا۔ کئی بار متعصب دشمنوں نے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی اور جھوٹے مقدمات بھی قائم کئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو کامیابی عطا فرمائی۔ آپ اپنے علاقہ میں ایک نافع الناس وجود شمار ہوتے تھے۔ آپ نے اپنے علاقہ میں حکومت سے دو پرائمری اور ایک مڈل سکول جاری کروائے۔

اگرچہ آپ کی تعلیم آٹھویں تک تھی لیکن قوت فیصلہ اور سوجھ بوجھ کی صلاحیتیں قدرت نے وافر طور پر ودیعت کر رکھی تھیں۔ عام لوگ آپ کی اصابت رائے پر بھروسہ کرتے ہوئے آپ کے فیصلوں کو قبول کرتے تھے اور بعض جج صاحبان کئی مقدمات میں آپ کو اپنا معاون بناکر اپنی کرسی کے برابر جگہ دیتے اور مقدمہ کی سماعت کے بعد فیصلہ آپ کے مشورہ سے سناتے۔

آپ بہت نڈر تھے۔ ایک بار آپ کو علم ہوا کہ ایک گروہ انچولی پر حملہ آور ہونے کی نیت رکھتا ہے تو آپ تن تنہا ہزاروں دشمنوں کے مجمع میں پہنچ گئے اور معاملہ سلجھا کر واپس آئے۔ انچولی کے ترقیاتی کاموں کے لئے آپ کو سرپنچ بھی مقرر کیا جاتا تھا۔ آپ نے خدمت خلق کے بے شمار کام کروائے جس کی بناء پر آپ کو کئی انعامات اور سندات سے نوازا گیا۔

محترم قمرالدین صاحب نے اسّی برس تک رمضان کے روزے رکھے اور باوجود پیرانہ سالی کے ۹۷ برس تک باجماعت نمازوں کا التزام رکھا۔ آخر وقت تک آپ کی بینائی، شنوائی اور یادداشت پوری طرح قائم رہی۔ اپنے چھوٹے بیٹے صابرالدین صدیقی صاحب کو روسی زبان میں .Ph.D تک تعلیم اس خیال سے دلوائی کہ سلسلہ کی خدمت کی توفیق پائیں۔ بعد ازاں صابر صاحب کو لندن میں حضور انور ایدہ اللہ کے قرب میں رہ کر روسی ترجمہ قرآن پر قابل ذکر کام کرنے کی توفیق ملی۔

۱۹۹۱ء میں منشی قمرالدین صاحب بیمار ہوئے تو میرٹھ تشریف لے گئے اور چند روز بعد وہاں وفات پائی۔ آپ کے بارہ میں یہ مضمون مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب کے قلم سے روزنامہ 'الفضل' ربوہ ۶؍جولائی ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت ہے۔

❁ ❁ ❁

روزنامہ "الفضل ربوہ ۵؍اکتوبر ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت مکرم مظفر منصور صاحب کی ایک نظم سے چند اشعار ذیل میں پیش ہیں:-

وہ اس ادا سے مرے ہم خرام چلتا ہے
بدن میں روح کا جیسے نظام چلتا ہے
فلک کی گردشیں ہیں اُس کے نقش پا میں اسیر
وہ آسماں سے یوں ہمکلام چلتا ہے
مرے لہو میں دھڑکتا ہے یوسفِ دوراں
یہ وقت اس پہ بصد احترام چلتا ہے

❁ ❁ ❁

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
10/09/2001 – 16/09/2001

MTV Muslim Television AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 10th September 2001

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
00.45 Children's Class: No.148, First Part
01.15 Children's Workshop: Prog. No.12
01.45 MTA USA: Documentary The faces of Italy
02.50 Rohani Khazaine: Quiz Programme
Organised by Jamaat Ahmadiyyat Rabwah
03.20 Rencontre avec les Francophones
04.25 Learning Chinese: Lesson No.232
05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.387 Rec.01.04.98
06.00 Tilawat, News, Dars Malfoozat
06.55 Interview: Sahibzadi Naseera Begum Sahiba
07.55 Rohani Khazaine: Quiz Programme ®
08.35 Documentary:
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.387 ®
09.50 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation
10.55 Children's Class: Lesson No. 148, First Part ®
11.35 Learning Chinese: Lesson No.232 ®
12.00 Tilawat, News
12.35 Bangali Service: Various Items
13.35 Rencontre Avec Les Francophones ®
14.40 MTA USA: The Faces of Italy ®
15.45 Children's Class: Lesson No.148, First Part ®
16.20 Learning Chinese: Lesson No.232 ®
16.55 German Service: Begegnung mit Huzoor
18.05 Tilawat
18.10 Rencontre Avec Les Francophones ®
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.387 ®
20.15 Turkish Programme: Discussion
An Introduction to Ahmadiyyat
20.45 Majlis e Irfan With Urdu Speaking Friends ®
21.45 Rohani Khazaine: Quiz Prog. ®
22.25 MTA USA: Documentary ®
Faces of Italy
23.25 Learning Chinese: Lesson No.232 ®

Tuesday 11 September 2001

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.55 Children's Corner: With Huzoor
Class No.148, Final Part
01.25 Children's Corner: Yassranal Quran Class No.11
01.45 Tarjumatul Quran: By Huzoor Lesson No.206
02.45 Medical Matters: Childcare
How to deal with objects stuck
03.05 Documentary: Photographic Lenses – Part 2
03.35 Mulaqat With Bengali Friends:
04.35 Learning Languages: Le Francais C'est Facile
Lesson No.15
05.05 Urdu Class: Lesson No.260 Rec.23.03.97
06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.05 Pushto Programme: F/S - Rec: 09.02.01
With Pushto Translation
07.55 Medical Matters: Childcare ®
Produced by MTA Pakistan
08.15 Documentary: Photographic Lenses - Part 2®
08.55 Urdu Class: Lesson No.260 ®
10.00 Indonesian Service: Various Programmes
11.00 Children's Class: Lesson No.148, Final Part ®
11.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.15 ®
12.05 Tilawat, News
12.40 Bengali Service: Various Items
13.40 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
15.00 Tarjumatul Quran Class: By Huzoor ®
Lesson No.206
16.00 Children's Class: Class No.148- Final Part ®
16.30 Children's Corner: Yassranal Quran No.11 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Learning French No.15 ®
18.50 French Programme: Various Items
19.05 Urdu Class: Lesson No.260 ®
20.10 MTA Norway: Book reading No. 12
Presented by Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
20.35 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
21.40 Medical Matters: Childcare ®
How to deal with objects stuck in their throats
22.30 Tarjumatul Quran Class: With Huzoor ®
23.00 Documentary: Photographic Lenses – Part 2 ®
23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No. 15 ®

Wednesday 12th September 2001

00.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
00.55 Children's Corner: Hikayatee Shereen
01.10 Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
Produced by MTA Pakistan
01.30 MTA Lifestyle: Al - Maidah
How to prepare Channa Dhal
01.55 MTA USA: Documentary
02.55 MTA Lifestyle: Perahan, Prog. No.11
How to make Tie & Dye material
03.30 Mulaqat: With Huzoor & Atfal
04.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq No.63
Hosted by Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
05.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.388
06.15 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
07.00 Swahili Programme: Hastee Baree Tala
Host: Abdul Basit Shahid Sahib
07.45 MTA Lifestyle: Perhan, Tie & Dye ®
08.20 MTA Lifestyle: Al Maidah ®
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.388 ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
11.20 Urdu Asbaaq: Lesson No.63 ®
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Service: Various Items
13.30 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
15.00 MTA USA: Documentary ®
16.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
16.25 Learning Languages: Urdu Asbaaq No.63 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Mulaqat
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.388 ®
20.30 Atfal Mulaqat: With Huzoor ®
21.30 Speech: Produced by MTA Pakistan
21.40 MTA USA: Documentary ®
22.40 MTA Lifestyle: Perahan ®
23.15 Urdu Asbaaq: Lesson No.63 ®

Thursday 13th September 2001

00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
01.00 Children's Corner: Guldasta No.58
01.30 Hunar: 'How to make pistachio flowers'
Production of Lajna Karachi, Pakistan
02.00 Homeopathy Class: Lesson No.43Rec:14.11.94
03.00 Aina: A reply to allegations made by
Mohammad Mateen Sb. Against Dr. Abdus Salaam – Part 2
03.30 Q/A Session: With Hazoor
04.30 Learning Languages: Learning Chinese
Lesson No.10 with Usman Chou Sb.
05.00 Urdu Class: Lesson No.250 Rec: 23.02.97
06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
07.00 Sindhi Programme:
08.00 Aina: ®
08.25 Documentary:
09.00 Urdu Class: Lesson No.249 ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Children's Corner: Guldasta No.57
11.30 Learning Chinese: Lesson No.9
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Service: F/S Rec.13.10.95
With Bengali Translation
13.35 Q/A Session : With Hazoor
15.00 Homeopathy Class: Lesson No.42 ®
16.00 Children's Corner: Guldasta No.57 ®
16.30 Learning Chinese: Lesson No.9 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Various Items
19.00 Urdu Class: Lesson No.249 ®
20.00 Documentary:
20.30 Q/A Session: With English Speakers ®
21.30 Documentary:
22.00 Homeopathy Class: Lesson No.42 ®
23.00 Aina: ®
23.30 Learning Chinese: Lesson No.9 ®

Friday 14th September 2001

00.05 Tilawat, MTA News, Dars ul Hadith
00.55 Children's Class: Lesson No.65
01.55 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends
02.55 Lajna Magazine: Prog. No.11
03.40 MTA Travel: 'The Island of Capri'
Produced by MTA International
04.00 Speech: By Naeem Ahmad Bajwa Sb.
Topic: 'Seerat un Nabi (saw)'
04.20 MTA Sports: Kabadee Match
'Gujranwala Vs Sarghoda
04.55 Urdu Class: Lesson No.262 Rec.28.03.97
06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
06.55 Siraiky Programme: F/ S – Rec.13.04.01
With Siraiky Translation
07.55 Siraiky Dars ul Hadith
08.10 Lajna Magazine: Prog. No.11 ®
08.55 A Talk: With Mohammad I. Shahid Sb.
Host: Fuzail Ahmad Ayaz Sahib
09.20 Urdu Class: Lesson No.262 ®
10.20 Indonesian Service: Various Items
10.50 Bengali Service: Various Items
11.25 MTA Sports: Kabadee Match ®
11.55 Darood Sharif
12.00 Friday Sermon: By Hazoor
13.05 Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
13.35 Majlis Irfan: With Urdu Speaking Friends ®
14.35 MTA Travel: The Island of Capri ®
14.55 Friday Sermon: ®
16.00 Children's Class: Lesson No.65 ®
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Aurore No.11
Les etiquette de la vie envers les prophets
18.45 French Programme: Various Items
19.15 Urdu Class: Lesson No.262 ®
20.20 Friday Sermon: By Hazoor ®
21.20 MTA Travel: The Island of Capri ®
Produced by MTA International
21.40 Majlis-e-Irfan: With Urdu Speaking Friends ®
22.40 Lajna Magazine: Prog. No.11 ®
Produced by Lajna Imaillah Pakistan
23.25 MTA Sports: Kabadee Match ®

Saturday 15th September 2001

00.05 Tilawat, MTA News, Darsul Hadith
01.10 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Item
No.4. Based on Waqfeen-e-Nau Syllabus
01.45 Kehkashan Programme:
Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
02.00 Friday Sermon: ®
03.00 Computers for Everyone: Part 115
Presented by Mansoor A. Nasir Sb
03.30 German Mulaqat: Rec.29.01.00 ®
04.30 Urdu Asbaq: Lesson No.10
05.00 Liqaa Ma'al Arab: With Huzoor
06.05 Tilawat, News, Darsul Hadith
07.05 MTA Mauritius: Children's Class No.26
08.10 Tabbarukat: Speaker Mau. Qazi M. Nazir Sb.
09.00 Liqaa Ma'al Arab: ®
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Urdu Asbaq: Lesson No.10 ®
11.30 Children's Corner: Waqfeen-e-Nau Item ®
12.05 Tilawat, MTA News
12.40 Bengali Service: Various Items
13.40 German Mulaqat: Rec.29.01.00 ®
14.35 Computers for Everyone: Part 115 ®
15.10 Quiz Khutbat-e-Imam: From F/S – 31.12.99
15.55 Children's Class: By Hazoor
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 French Programme: Various Items
19.05 Liqaa Ma'al Arab : ®
20.05 Arabic Programme: Extracts from
Tafseer-ul-Kabir, Programme. No.32
20.30 German Mulaqat: Rec.29.01.00 ®
21.25 Computers for Everyone: Part 115 ®
22.00 Children's Class: By Hazoor ®
23.00 Quiz Khutbat-e-Imam: ®
23.25 Urdu Asbaaq: Lesson No.10 ®

Sunday 9th September 2001

00.05 Tilawat, News, Seerat un Nabi (saw)
00.55 Children's Corner: Hifze Ishaar & Kudak
01.35 Dars-ul-Quran: Lesson No.10 Rec.31.12.98
03.05 Hamari Kaenat: No.107
03.25 Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
04.30 Learning French: Lesson No.11
04.55 Urdu Class : Lesson No.263 Rec:29.03.97
06.05 Tilawat, News, Seerat un Nabi (saw)
06.55 Dars-ul-Quran: Lesson No.10 ®
08.25 Chinese Programme: Islam Among Religions – Pt 5
08.55 Urdu Class: Lesson No.263 ®
10.00 Indonesian Programme: Various Items
11.05 Children' Class by Hazoor – Rec.08.09.01 ®
12.05 Tilawat, News
12.30 Bengali Service: Various Items
13.35 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
14.35 Hamari Kaenat: No.107 ®
15.00 Friday Sermon by Hazoor ®
16.00 Children's Corner: Kudak No.13 ®
16.20 Le Francais C'est Facile Lesson No.11 ®
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.10 English Programme
18.55 Urdu Class: Lesson No.263 ®
20.00 Documentary: Safar Hum Nay Kiya – Part 6
20.30 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
21.45 Dars-ul-Quran: No.10 ®
23.10 Hamari Kaenat: No.107 ®
23.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.11 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, September 07, 2001 | Issue No. 36

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

سفید اور کالی داڑھیوں والے جہادی مولوی

مسلم لیگ ہم خیال گروپ کی خاتون رہنما اور سابق پاکستانی وفاقی وزیر و سفیر امریکہ سیدہ عابدہ حسین آف جھنگ کا بیان:۔

"جب امریکہ روس تصادم عروج پر تھا تو امریکہ نے اسلام کو سوویت یونین میں کیمونزم کے خلاف استعمال کیا۔ اب جن جہادی مولویوں کو امریکہ روس کے خلاف استعمال کر چکا ہے امریکہ اس "جن" کو بوتل میں بند کرنا چاہتا ہے لیکن اب یہ پاکستان کی سڑکوں پر پھر رہا ہے۔ سفید اور کالی داڑھیوں والے جہاد کا نعرہ لگا کر دندناتے پھر رہے ہیں۔ اب یہ امریکہ اور مغربی ریاستوں کے لئے ضد اور خطرہ بن چکے ہیں جبکہ ان لوگوں کا قیام پاکستان میں بھی کوئی کردار نہ تھا اور نہ اب اُن کی گنجائش ہے کیونکہ تقسیم ہند کے وقت علماء بالخصوص جمعیت علماء ہند اور جماعت اسلامی پاکستان کے قیام کے خلاف تھیں"۔

(اخبار "دن" لاہور ۱۹؍جنوری ۲۰۰۱ء)

☆......☆......☆......☆

بُت کریں دعویٰ خدائی کا

مُلاں چنیوٹی نے رسالہ "وجود" کے نامہ نگار سے گفتگو کے دوران سیاسی بوتل سے برآمد ہونے والے اس خوفناک "جن" کی قصیدہ خوانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ:۔

"سیاسی جماعتوں اور فوجیوں کو تین تین چار چار بار آزمایا جا چکا ہے۔ انہوں نے ملک کا بیڑا غرق کر دیا ہے، ملک کو لوٹا ہے، اپنی تجوریاں بھری ہیں، اپنے ملک کو کنگال کر دیا ہے۔ اللہ کرے دینی جماعتیں متحد ہوں اور ملک میں طالبان جیسا انقلاب آئے تب اس ملک کی تقدیر سنور سکتی ہے۔ فوجیوں اور سیاسی جماعتوں سے ملک کی حالت نہ پہلے سنوری ہے اور نہ آئندہ سنورے گی۔ جو خود اسلام پر عمل نہیں کرتا وہ ملک میں اسلام کیسے نافذ کرے گا۔ افغانستان کی مثال ہمارے سامنے ہے جس زمین کے ٹکڑے پر قابض ہوتے ہیں وہاں اسلامی نظام نافذ کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں باون سال ہو گئے ہیں ابھی تک انگریز کا قانون چل رہا ہے خوئے بدرا بہانہ بسیار۔ ہماری نیت ہی خراب ہے اس لئے یہاں خدا کی ناراضگیاں آ رہی ہیں، مہنگائی ہو رہی ہے، خدا کا عذاب آ رہا ہے۔

(ہفت روزہ "وجود" کراچی ۲۸؍نومبر ۲۰۰۰ء صفحہ ۳۱۔۴۶)

☆......☆......☆......☆

وزیر داخلہ پاکستان کا پیغام جہادی مولویوں کے نام

لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر وزیر داخلہ پاکستان نے ۱۳؍جنوری ۲۰۰۱ء کو "جہادی" اور "مذہبی" تنظیموں کے سربراہان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"مسلمان کی تعریف یہ ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آج عملاً صورتحال اس کے برعکس ہے۔ دلآزاری کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ مساجد اور بارگاہیں آج محفوظ نہیں۔ ایک باپ بچوں کو صبح سویرے مسجد اٹھا کر لے جاتا ہے تاکہ نماز ادا کر سکیں۔ اگر وہ واپسی پر ان کی نعشیں اٹھا کر لاتا ہے تو اس کے دینی جذبات کیا ہونگے۔ مساجد اور علماء کرام کے بارے میں اس کی رائے کیا ہوگی۔ ایک دوسرے کو کافر کہنے، مخالفانہ لٹریچر تقسیم کرنے، دلآزاری کا باعث بننے والی کیسٹس تقسیم کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ معاشرہ اور حکومت اس صورت حال کو برداشت نہیں کرے گی۔ اس منافرت سے قوم کا اتحاد ختم ہو جائے گا۔ ہم دشمن کے لئے تر نوالہ بن جائیں گے .... جہاد اسلام کا حصہ ہے لیکن جہادی تنظیموں کا سرعام ہتھیار اکٹھے کرنا، تربیت کے اشتہار لگانا، ہتھیاروں کی خریداری کے لئے چندے اکٹھے کرنا اور مختلف ممالک میں جا کر ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کے دعوے کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ اس طرز عمل سے ہم ساری دنیا کو اپنا مخالف بنا رہے ہیں ...... قانون کا مذاق کیوں اڑایا جا رہا ہے .... یہ ہتھیار بند کہاں سے آ رہے ہیں۔ آئندہ کسی پریس کانفرنس یا تقریب میں اس قسم کے ہتھیار بند نظر آئے تو انہیں گرفتار نہ کرنے والے آئی۔جی اور ایس۔پی کی چھٹی کرا دی جائے گی"۔

وزیر داخلہ نے مولوی سمیع الحق اور دوسرے مُلاؤں کو مخاطب کرتے ہوئے مزید کہا:

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (التوبہ:۱۸)

زومبو (Zombo) کینیا (مشرقی افریقہ) میں احمدیہ مسجد کا شاندار افتتاح

(وسیم احمد چیمہ۔ امیر و مبلغ انچارج کینیا)

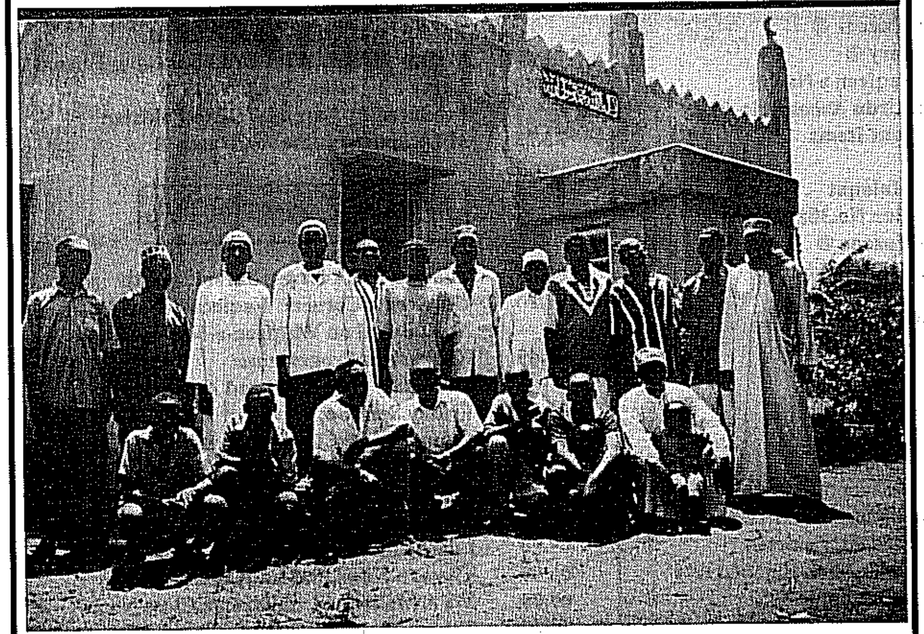

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کینیا کو ایک اور مسجد بنانے کی توفیق عطا ہوئی ہے۔ یہ مسجد زومبو گاؤں میں تعمیر ہوئی ہے۔

اس گاؤں میں چند سال قبل ایک چھوٹی سی جماعت تھی۔ اب خدا کے فضل سے ایک بڑی جماعت بن چکی ہے۔ گزشتہ سال جماعت کو یہاں بہت خوبصورت پکی مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔

یہ گاؤں ممباسہ سے جو سڑک ٹانگا (تنزانیہ) جاتی ہے اس پر واقع ہے جو ممباسہ سے تقریباً سو کلومیٹر پر واقع ہے۔ یہ سارا علاقہ کوسٹ ایریا ہونے کی وجہ سے ناریل کے باغات سے بھرا ہوا ہے اور بہت ہی زرخیز اور خوبصورت علاقہ ہے۔

اس مسجد کی تعمیر میں انصار اللہ نے خاص طور پر محنت کی ہے اور حسب دستور لجنہ نے پانی وغیرہ کی فراہمی اور مہمان نوازی میں بہت تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تصاویر میں احباب جماعت مسجد کے سامنے مسرور کھڑے ہیں۔

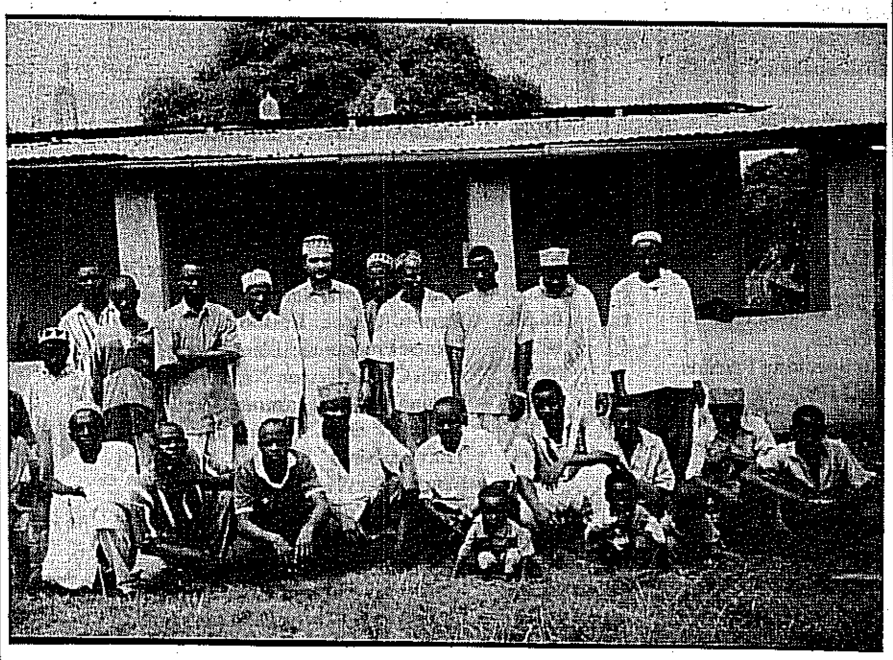

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔